تنظیم اسلامی کا ترجمان

23

ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

11 تا 17 ذوالقعدہ 1442ھ / 22 تا 28 جون 2021ء


## اقامتِ دین کی جدوجہد اور محبتِ الٰہی

’’اقامت دین کی جدوجہد میں اصل نصب العین اور اصل جذبۂ محرکہ یہی ہونا چاہیے (یعنی رضائے رب کا حصول اور حب الٰہی)۔ یہ اگر ہوگا تو جدوجہد میں دوام ہوگا، ثبات ہوگا، استقامت ہوگی اور اگر یہ نہیں ہے، بلکہ محض کوئی دنیوی تبدیلی لے آنا، کوئی انقلاب برپا کر دینا، کوئی نظام درست کر دینا پیش نظر ہے اور اسی کو اگر نصب العین کا درجہ دے دیا تو مار کھا جائیں گے۔ پھر وہ استقامت حاصل نہیں ہو سکتی۔ استقامت کی اصل بنیاد یہی ’’محبت خداوندی‘‘ ہے۔ ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾ ’’اور جو اہل ایمان ہیں وہ اللہ کی محبت میں بہت شدید ہیں۔‘‘ (البقرۃ:165) یہ جذبۂ محبت موجود ہے تو گویا کہ رُخ صحیح ہو گیا اور انسان کا اصل جذبۂ محرکہ اب خالص ہو گیا۔ ورنہ ؏ ’’گر یہ نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں!‘‘ -------عبادت کے ضمن میں بھی میں آپ کو بتا چکا ہوں، حافظ ابن قیمؒ کا قول ہے: ’’اَلْعِبَادَۃُ تَجْمَعُ اَصْلَیْنِ : غَایَۃَ الْحُبِّ مَعَ غَایَۃِ الذُّلِّ وَالْخُضُوْعِ‘‘ یعنی ’’عبادت دو بنیادوں کے جمع ہونے سے بنتی ہے۔ پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت ہو، دوسری یہ کہ انسان انتہائی درجے میں اس کے سامنے اپنے آپ کو پست کردے اور بچھا دے۔‘‘

’’حزب اللہ کے اوصاف‘‘
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

## اس شمارے میں


سانحہ کینیڈا مغرب کی جھنجلاہٹ

قیامت بہت قریب آ چکی ہے

افغانستان کا مستقبل کیا ہوگا؟

اسلام کا سماجی اور معاشرتی نظام (iv)

حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا بنت حارثؓ

افغان باقی کہسار باقی

# معذوروں کے لیے عذر پذیری اور ان سے معاملات کا طریقہ

سُوْرَةُ النُّوْر — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیت:61

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ
اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ
بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِیْقِکُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا
فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

**آیت ۶۱** ﴿لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ﴾ ”کسی اندھے پر کوئی تنگی نہیں“

یہاں پر اس سوال کا جواب دیا جا رہا ہے کہ اگر کسی خاندان‘ گھر یا برادری میں کوئی معذور شخص ہو جو معذوری کے سبب اپنی آزاد معاش کا اہل نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے شریعت کی ان پابندیوں کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ ایسے اشخاص تمہارے گھروں میں رہیں تو اس میں مضائقہ نہیں۔

﴿وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ﴾ ”اور نہ کسی لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ کسی مریض پر کوئی تنگی ہے‘ اور نہ خود تمہارے اپنے اوپر (اس ضمن میں) کوئی تنگی ہے“

﴿اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ﴾ ”کہ تم کھانا کھایا کرو اپنے گھروں سے‘ یا اپنے باپوں کے گھروں سے‘ یا اپنی ماؤں کے گھروں سے‘ یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے‘ یا اپنی بہنوں کے گھروں سے‘ یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے‘ یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے‘ یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے‘ یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے“

﴿اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِیْقِکُمْ ؕ﴾ ”یا (ایسے گھروں سے) جن کی چابیاں تمہارے پاس ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔“

جیسے کوئی کارخانہ ہو اور اس کے مالک کے پاس اس کی چابیاں ہوں‘ وہ جب چاہے وہاں جائے اور بیٹھ کر کھائے پیے۔

﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ﴾ ”تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں کہ تم سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔“

بعض لوگوں کی ان مجلسی احکام سے ایسا مفہوم نکالنے کی کوشش کرنا سراسر زیادتی ہے کہ یہاں ستر و حجاب کے احکام بھی نعوذ باللہ معطل کر دیے گئے ہیں اور کھانے پینے کی مخلوط پارٹیوں کی اجازت دے دی گئی ہے۔ معاذ اللہ!

﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ﴾ ”تو جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے (لوگوں) پر سلام بھیجا کرو“

یعنی جس گھر میں تم بطور مہمان جا رہے ہو اس میں موجود لوگوں کو ضرور ”السلام علیکم“ کہا کرو۔ خود اپنے گھر میں بھی داخل ہو تو ”السلام علیکم“ کہا کرو۔

﴿تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً ؕ﴾ ”یہ دعا ہے اللہ کی طرف سے مبارک بھی اور پاک بھی“

”السلام علیکم“ ایک ایسی بابرکت اور پاکیزہ دعا ہے جو ایسے مواقع کے لیے اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو خصوصی طور پر سکھائی ہے۔

﴿کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾﴾ ”اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات واضح کر رہا ہے تاکہ تم لوگ عقل سے کام لو۔“

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

11 تا 17 ذوالقعدہ 1442ھ جلد 30
22 تا 28 جون 2021ء شمارہ 23

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا--------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں


ادا ریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# سانحہ کینیڈا مغرب کی جھنجلاہٹ

مغرب کا دعویٰ ہے کہ وہ سائنس، ٹیکنالوجی اور تہذیب کی ترقی میں عروج پر پہنچ چکا ہے۔ ہم اُن کے دعویٰ کے پہلے حصے کو تسلیم کرتے ہیں اِس لیے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں اُن کی ترقی ظاہر و باہر ہے البتہ جہاں تک تہذیب کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اُن کا دعویٰ نہ صرف غلط ہے بلکہ مضحکہ خیز بھی ہے۔ تہذیبی حوالے سے ترقی معکوس دکھائی دیتی ہے۔ مغرب کی تہذیب کا جس زاویہ سے بھی جائزہ لیں وہ بدترین زوال کا شکار ہے۔ معاشرتی سطح پر فحاشی، عریانی اور بے حیائی نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ معاشی سطح پر سرمایہ دارانہ نظام جو بدترین استحصالی نظام ہے، نے انسانوں کو بُری طرح تقسیم کر کے Haves اور Have nots کی ایک مستقل تفریق پیدا کر دی۔ پھر یہ کہ اِس معاشی نظام نے سود کی لعنت انسانوں کی گردنوں میں مستقل طور پر طوق کی طرح ڈال دی ہے۔ سیاسی سطح پر غیر اقوام کے ساتھ بڑی چالاکی و مکاری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اِس حوالے سے مغرب کے دل و دماغ پر مذہبی اور نسلی تعصب غالب ہے۔ قومی اور باہمی معاملات میں جھوٹ، فریب اور دھوکے سے گریز کرنے والا مغرب بین الاقوامی معاملات میں جھوٹ، فریب، دغا اور عہد و پیمان سے منحرف ہونا اپنا حق سمجھتا ہے۔ ہٹلر کا وزیر بدنام تھا کہ وہ ایسا مسلسل اور زوردار جھوٹ بولنے کا قائل تھا جو حق اور سچ کو دبا دے۔ آج کا مغرب اِس حوالے سے بھی کئی ہاتھ آگے ہے۔ وہ ایک غلط کام خود کرتا ہے اور اُسے دوسروں پر تھوپ دیتا ہے۔ نائن الیون کے بعد ہونے والے دہشت گردی کے واقعات اور مغرب کے طرزِ عمل پر اگر غور و فکر کیا جائے تو ایک قاری کو یہ نکتہ بڑی آسانی سے سمجھ آ جائے گا۔ اب یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ نائن الیون ایک inside job تھا۔ اِس پر تو بہت سی کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔ علاوہ ازیں عالمی سطح پر انجینئرز کی ایک بہت بڑی تعداد کسی صورت یہ ماننے کو تیار نہیں کہ جہازوں کے ٹکرانے سے ٹوئن ٹاورز اِس انداز سے گر سکتے تھے جیسے وہ گرتے دیکھے گئے۔ بہرحال اِس حادثے کو مسلمانوں کے سر تھوپ کر کئی مسلمان ممالک تباہ و برباد کر دیے۔ پھر یہ کہ ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنے صدارتی دور میں کھلم کھلا یہ الزام لگایا تھا کہ داعش سابقہ امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن اور افغانستان میں امریکی نمائندے اور FPAK اصطلاح کے موجد رچرڈ ہالبروک نے قائم کی تھی۔ کسی امریکی نے اس کی تردید نہیں کی، پھر داعش کو دنیا میں ہوّا بنا کر پیش کیا اور دہشت گردی کے واقعات میں اُس کی پشت پناہی کی اور مسلمانوں ہی کے خون سے ہولی کھیلی اور یہ سب کچھ خود کرنے کے بعد اسلام کو دہشت گردی سے جوڑ دیا گیا۔ مغرب کی اِن گھٹیا حرکتوں سے یقیناً مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا اور وہ اسلام کو بھی بدنام کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو گئے۔ البتہ اِس حوالے سے مسلمانوں کو مکمل طور پر بری الذمہ نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اُنھوں نے بہت بڑی حماقتوں کا مظاہرہ کیا، وہ مغرب کی پالیسی نہ سمجھ سکے، وہ اشتعال میں آ کر مغرب کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس جاتے ہیں جس سے مغرب کو اپنا ایجنڈا بڑھانے

میں سہولت ہو جاتی ہے۔قصہ کوتاہ مغرب اپنا جھوٹا اور سازشوں پر مبنی بیانیہ آگے بڑھانے میں بہت کامیاب رہا لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے اس لیے کہ آج کی دنیا نے بھی اپنی آنکھوں سے ایک معجزہ دیکھا۔وہ یہ کہ مغرب کی انتہائی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کو دنیا کی پسماندہ ترین اور نہتی افغان قوم کے ہاتھوں ذلت آمیز اور عبرتناک شکست ہوئی ہے۔اِس شکست نے مغرب کو بدحواس کر دیا ہے۔ہم آسانی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ بیس سالہ جنگ میں چٹان کی طرح ڈٹے ہوئے افغان طالبان سے سر ٹکرانے، کھربوں ڈالر اور ہزاروں امریکیوں کی جانیں اِس میں جھونکنے کے بعد جب شکست مغرب کا مقدر بنی تو وہ بحیثیت مجموعی نفسیاتی مریض بن گیا۔اسلام کا خوف اُس کے رگ و پے میں اُتر گیا اور وہ بُری طرح اسلاموفوبیا میں مبتلا ہو گیا۔لہٰذا مغرب کا اصل چہرہ بے نقاب ہو گیا ہے۔گزشتہ چند سالوں میں یورپ کا شاید ہی کوئی ملک ہو جس میں مسلمانوں کے خلاف تخریب کاری یا دہشت گردی نہ ہوئی ہو۔امریکہ، انگلینڈ، فرانس، جرمنی، ڈنمارک اور نیوزی لینڈ میں کہیں حجاب پہننے والی خواتین پر حملے ہو رہے ہیں، کہیں مساجد میں نمازیوں پر حملے ہو رہے ہیں، عدالتوں میں ججوں کے سامنے مسلمانوں پر قاتلانہ حملے کیے گئے ہیں۔پھر یہ کہ سوئزرلینڈ جیسا ملک جو نہ سیاسی حیثیت رکھتا ہے اور نہ عسکری، وہاں مساجد کے میناروں پر اعتراض اُٹھایا جا رہا ہے۔ہماری رائے میں مغرب کی یہ ڈسپریشن (Desperation) شکست سے پیدا شدہ فرسٹریشن کا نتیجہ ہے۔

افغانستان کے علاوہ ایک اور ملک امریکہ اور مغرب کے لیے دردِ سر بنا ہوا ہے وہ ایٹمی پاکستان ہے۔حقیقت یہ ہے کہ عیسائی دنیا تمام اسلامی ممالک کی حربی قوت کو تہس نہس کر چکی ہے۔پاکستان کی عسکری قوت کو بھی اُنھوں نے اپنے زرخرید دہشت گردوں کے ذریعے بہت نقصان پہنچایا ہے۔لیکن اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ بھی نوے فیصد جیت چکا ہے۔ایٹمی صلاحیت کا حامل ہونے کی وجہ سے مغرب اور اِس کے حواریوں کے لیے پاکستان کے ساتھ کھلی جنگ کرنا آسان نہیں ہے کیونکہ مغرب کا ناجائز بچہ اسرائیل اور اس کا انتہائی لاڈلہ دوست بھارت دونوں پاکستان کے ایٹمی میزائلوں کی زد میں ہیں۔درحقیقت ہم قارئین پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اپنی مکمل کامیابی میں ان دو رکاوٹوں نے مغرب اور اتحادیوں میں جھنجھلاہٹ پیدا کر دی ہے۔سانحہ نیوزی لینڈ، فرانس اور کینیڈا وغیرہ اِس جھنجھلاہٹ کا نتیجہ ہیں۔اگر ہمارا یہ تجزیہ درست ہے تو امتِ مسلمہ کے لیے سمجھنے کا اصل مسئلہ اور کرنے کا اصل کام کیا ہے۔

ہمارا پختہ ایمان ہے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا کوئی ایسا مرحلہ اور موڑ نہیں ہوتا جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق کی رہنمائی نہ فرمائے۔ایک طرف اللہ رب العزت سورۃ الانفال کی آیت 60 میں فرماتا ہے:''اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔اور تم جو کچھ راہِ اللہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا''۔یعنی اللہ اسباب پیدا کرنے کا حکم دیتا ہے اور دوسری طرف کلام پاک میں جگہ جگہ ثابت کرتا ہے کہ وہ یعنی اللہ مسبب الاسباب ہے اور وہ خود کسی سبب کا محتاج نہیں۔گویا ایک مسلمان کے لیے سیکھنے جاننے اور ایمان لانے کی بات یہ ہے کہ وہ سبب کا بندوبست تو کرے لیکن اسباب پر ہرگز ہرگز انحصار نہ کرے۔اپنی کامیابی اور ناکامی کی وجہ سبب نہ سمجھے بلکہ مسبب الاسباب کا حکم اور فیصلہ سمجھے۔اس آئینہ میں افغانستان اور پاکستان کا عکس دیکھیں۔افغان طالبان نے مسبب الاسباب پر بھروسہ کیا تو غریب، پسماندہ اور نہتے ہونے کے باوجود مغرب کی آسمان کو چھوتی ہوئی ٹیکنالوجی کو مفلوج کر دیا اور اُسے شکست فاش دی۔آج تمام بڑی قوتیں اُن سے خوفزدہ ہیں۔لیکن دشمن کو شکست دینے کے باوجود اپنی فتح کو برقرار رکھنا انتہائی مشکل دکھائی دیتا ہے۔لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ انھیں کچھ اسباب بھی پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی بڑی سے بڑی قوت بھی اُدھر کا رُخ ہی نہ کرے۔جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا جرم دو طرح کا ہے۔ایک تو بدقسمتی سے یہاں کی مقتدر قوتوں نے صرف اسباب کا سہارا لیا جس کا یہ نتیجہ تو نکلا کہ فی الوقت ہم اپنا وجود بچا لینے میں کامیاب رہے لیکن چونکہ مسبب الاسباب سے عملی طور پر فاصلہ رکھا لہٰذا اسباب موجود ہونے کے باوجود ہم پر دشمن کا زبردست خوف طاری ہے، ہماری ٹانگیں کانپ رہی ہیں اور دنیا ہمیں ایک مقروض اور مفلوج ملک کے طور پر دیکھتی ہے۔دوسرا جرم نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر کے حوالے سے ہے۔یعنی تحریک پاکستان کے دوران لگائے جانے والے نعرے پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کو فراموش کر دینا اور پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی بجائے عملاً ایک سیکولر ریاست بنا دینا۔یہ انحراف، یہ عہد شکنی ہمیں بہت مہنگی پڑی ہے۔اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو یہ دونوں کوتاہیاں یا دونوں جرم الگ الگ نہیں بلکہ اِن کی بنیاد ایک ہی ہے۔اگر ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں کامیاب ہو جاتے تو مسبب الاسباب یعنی اللہ رب العزت (باقی صفحہ 11 پر)

# قیامت بہت قریب آ چکی ہے

(سورۃ النجم کی آخری 8 آیات کی روشنی میں)

**جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 11 جون 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص**

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ النجم کی آخری آٹھ آیات کا مطالعہ کریں گے۔ قبل ازیں ہم نے پڑھا کہ کس طرح سابقہ اقوام دردناک عذاب کا شکار ہوئیں جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اس کے بعداب فرمایا:

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿٥٥﴾﴾ ”تو تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتوں کے بارے میں شک کرو گے؟“ (النجم)

لفظ تَتَمَارٰى نعمت کے معنی میں بھی آتا ہے، شک کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے اور جھگڑا کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ یہ پچھلی قوموں کے واقعات کا بیان کیا جانا ان لوگوں کے لیے نعمت ہے جو موجود ہیں۔ مثال کے طور پر جب ہم سورۃ الرحمان کا مطالعہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جہنم والوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے:

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٣﴾﴾ ”تو تم دونوں (گروہ) اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کروگے؟“

کل جو جہنم والوں پر بیتے گی، اُن کا جو دردناک انجام ہوگا وہ آج بتادیا جانا نعمت ہے تاکہ کل کا خوف رکھو، جہنم کا خوف رکھو اور ان کرتوتوں کو چھوڑ دو جن میں مبتلا لوگ جہنم کا نوالہ بنیں گے۔ اسی طرح یہاں اللہ تعالیٰ نے پچھلی قوموں کا تذکرہ کیا اور جن کے سامنے یہ واقعات یوم آخرت سے پہلے بیان ہو رہے ہیں، ان کے لیے یہ بیان نعمت ہے تاکہ وہ پچھلی اقوام کے انجام سے سبق حاصل کریں اور اپنے اعمال کی اصلاح کی کوشش کریں۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ تم اللہ کی کس کس نعمت میں شک کرو گے؟ رسول آئے ہیں، اللہ کا کلام لے کر آئے ہیں اور اللہ کا کلام تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں، جس میں تمہارا مقصدِ زندگی بیان کیا جا رہا ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ پیغمبر جو لے کر آئے ہیں اس کے بارے میں شک کر رہے ہو اور ہزاروں انبیاء جو کہ ایک ہی دعوت پیش کرتے رہے وہی دعوت یہ قرآن پیش کر رہا ہے اس کے بارے میں تمہیں شک آرہا ہے۔ تَتَمَارٰى کا ایک اور ترجمہ یہ کیا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی کس کس نعمت کے بارے میں جھگڑا کروگے۔ یعنی پیغمبر کی یہ دعوت جو حق پر مبنی ہے۔ دلائل کے ساتھ ہے اور اس دعوت کو رد کرنے والوں کا انجام

**مرتب: ابو ابراھیم**

تمہارے سامنے ہے۔ یہ مشرکینِ مکہ جب تجارت کے لیے سفر کرتے تھے تو گزشتہ اقوام کے کھنڈرات ان کے سامنے آتے تھے۔ قرآن ذکر کرتا ہے کہ ان کو دیکھ کر تمہیں عبرت حاصل ہونی چاہیے۔ بجائے اس کے تم حق بات پر جھگڑا کر رہے ہو۔ آگے فرمایا:

﴿هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿٥٦﴾﴾ ”یہ (محمد ﷺ) ایک خبردار کرنے والے ہیں' پہلے خبردار کرنے والوں میں سے۔“ (النجم)

یہاں ایک مراد یہ لی گئی کہ ڈرانے والے حضرت محمد ﷺ ہیں۔ دوسری مراد قرآن حکیم لی گئی اور تیسری مراد یہ لی گئی کہ پچھلی اقوام کے جو حالات بیان کیے جا رہے ہیں یہ خود بھی نذیر ہے۔ یہ سارا بیان ڈرانے والا، متنبہ کرنے والا، وارن کرنے والا ایک طرزعمل ہے۔ آگے فرمایا:

﴿اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿٥٧﴾﴾ ”قریب آ چکی ہے وہ آنے والی۔“ (النجم)

اٰزِفَةُ قیامت کا ایک نام ہے۔ جیسے القارعہ کھڑکھڑانے والی، الواقعہ سچ مچ قائم ہوجانے والی، برپا ہوجانے والی، اسی طرح ازفہ سے مراد ہے جلد آجانے والی۔ ایک ترجمہ کوچ کرنے کا وقت کیا گیا۔ ایک قیامت وہ ہے جو اس پورے عالم پر برپا ہوگی اور وہ کس قدر قریب ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ بہت دور ہے لیکن اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

((بعثت انا والساعة کھاتین)) ”(آپ ﷺ نے مبارک ہاتھ کی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا:) میں اور قیامت دونوں اس طرح ساتھ بھیجے گئے ہیں۔“

علامات قیامت کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے علامات بعیدہ بہت پہلے واقع ہو چکی ہیں، خود حضور ﷺ کا آجانا قیامت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ اس کے بعد علامات متوسطہ میں سے بہت ساری ظاہر ہو چکی ہیں۔ جیسے افواج کی بہتات، عورتوں کا مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہو کر بزنس ڈیل کرنا۔ ایسی بیٹیوں کا پیدا ہو جانا جو ماؤں پر ایسے حکم چلائیں جیسے مالکن نوکرانی پر حکم چلاتی ہے۔ شراب کا عام ہو جانا، گانے بجانے کا عام ہو جانا وغیرہ وغیرہ، یہ بہت ساری علامات ہم اس دور میں دیکھ رہے ہیں۔ ان کو علامات متوسطہ کہا گیا۔ علامات قریبہ وہ ہیں جو قیامت کے بالکل قریب ظاہر ہوں گی۔ ان میں بڑی بڑی

نشانیاں ہیں جیسے دجال کا خروج، حضرت عیسیٰؑ کا نزول وغیرہ۔ اور وہ دور بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔ یعنی پورے عالم کی قیامت بھی قریب ہے اور ایک قیامت وہ ہے جو روزانہ برپا ہو رہی ہے۔ روزانہ اموات ہو رہی ہیں اور ہر جانے والے کی قیامت برپا ہو گئی ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ:

((من مات فقد قیامته)) ''جو مر گیا اس کی قیامت تو واقع ہو گئی۔''

اور مرنے کے لیے ساٹھ ستر کا چکر پورا ہونا ضروری نہیں۔ بچوں کے جنازے ہم پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں، جوانوں کے جنازے بھی پڑھتے ہیں اور کل کوئی ہمارا جنازہ بھی پڑھا رہا ہوگا۔ لیکن کیا ہم مرنے کو تیار ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے حقوق کے حوالے سے ہمارے معاملات سیٹ ہیں؟ صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ہی نہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بھی ہیں۔ سب سے بڑھ کر اللہ کے دین کے قیام کی ذمہ داری جو ختم نبوت کے بعد ہمارے کاندھوں پر ہے' کیا آج ہم اسے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں؟ کیا اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنی جان، مال، اوقات اور صلاحیت کو لگانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں؟ کیا میرے بندوں کے ساتھ معاملات سیٹل ہیں، ماں باپ کے حقوق، بیوی بچوں کے حقوق، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق ادا کر رہا ہوں؟ میں نے کسی کمزور کی گردن تو نہیں دبائی، میں کسی کی جائیداد پر قبضہ کر کے تو نہیں بیٹھا ہوا۔ کسی کی وراثت کا مال ہڑپ کر کے تو نہیں بیٹھا ہوا، کسی کا قرض لے کر بھاگا ہوا تو نہیں ہوں۔ کیا ہم مرنے کو تیار ہیں؟ اور اگر ہم تیار نہیں اور ہمیں پسند نہیں تو کیا موت رک جائے گی؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ﴾ (المنافقون: 11) ''اور اللہ ہرگز مہلت نہیں دے گا کسی جان کو جب اُس کا وقت معین آ پہنچے گا۔''

کیا ہم قبر میں پوچھے جانے والے سوالات کے لیے تیار ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں، ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں جتنا بھی بگاڑ ہے، فساد ہے، خرابی ہے یہ موت کو بھول جانے کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ موت ہی ہماری قیامت ہے جو کسی وقت بھی آ سکتی ہے۔ معلوم نہیں کس حالت میں ہوں اور موت آ جائے۔ کیا منہ لے کر جائیں گے اللہ کے سامنے۔ ہم ہر مرنے والے کے لیے دعا کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

''الٰہی! بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر فوت شدہ کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو۔ الٰہی! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔''

لیکن کیا ہمیں اپنی موت یاد ہے؟ اور کیا ہم مرنے کے لیے تیار ہیں؟ یہ سب سے بڑا سوال ہے اور یہی ہمارا اصل مسئلہ ہے۔ آگے فرمایا:

﴿لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾﴾ ''نہیں ہے اس کو اللہ کے سوا کوئی کھولنے والا۔'' (النجم)

اس قیامت کو برپا کون فرمائے گا؟ فرمایا:

﴿وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾﴾ (الزخرف) ''اور اُسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُسی کی طرف تم لوٹا دیے جاؤ گے۔''

اس قیامت کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور برپا بھی

پریس ریلیز 18 جون 2021ء

# مسلم ممالک کو بھی افغانستان میں فوج رکھنے کا حق نہیں

## شجاع الدین شیخ

مسلم ممالک کو بھی افغانستان میں فوج رکھنے کا حق نہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ ترکی کے صدر طیب اردگان کی یہ تجویز ناقابل فہم ہے کہ ترکی، پاکستان اور ہنگری کی فوج کابل کے ہوائی اڈے اور اُس کے راستوں پر متعین کی جائے۔ اُنھوں نے کہا کہ افغان طالبان کا یہ مطالبہ انتہائی جائز ہے کہ تمام غیر ملکی افواج چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم' افغانستان سے نکل جائیں۔ اُنھوں نے کہا کہ نیٹو افواج نے کابل کا قبضہ طاقت کے استعمال سے حاصل کیا تھا۔ اب جبکہ نیٹو کی افواج شکستِ فاش سے دوچار ہو چکی ہیں تو نیٹو کے کسی ممبر کو کوئی حق نہیں کہ وہ کابل کی سکیورٹی کے حوالے سے تجاویز دے۔ یہ فاتحین یعنی افغان طالبان کی صوابدید ہوگی کہ اپنے ملک کی سکیورٹی کے لیے وہ کیا لائحہ عمل تیار کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ افغانستان کا مسئلہ ہمیشہ بیرونی مداخلت سے خراب ہوا۔ اُنھوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ نہ صرف طیب اردگان کی تجویز کردہ کابل کی سکیورٹی کا حصہ بننے سے انکار کر دے بلکہ دوست ملک تُرکی کو بھی قائل کیا جائے کہ وہ کابل کی سکیورٹی کے معاملے کو مکمل طور پر افغان طالبان کی صوابدید پر چھوڑ دے۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر مسئلہ افغانستان کے کسی بھی پہلو کو افغان طالبان کی رائے اور مرضی کے خلاف طے کیا گیا تو نہ صرف افغانستان میں امن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا بلکہ پورے خطے میں تباہ کن جنگ ایک مرتبہ پھر بھڑک اُٹھے گی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

وہی فرمائے گا۔ وہ کیسے برپا ہوگی اللہ کے لیے کچھ اچانک نہیں ہے، ہمارے لیے ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: دو افراد کپڑے کا لین دین کر رہے ہوں گے، وہ ڈیل نہیں کر پائیں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ ایک بندہ کھانے کے لیے لقمہ ہاتھ میں لے گا، لقمہ منہ میں نہیں ڈال سکے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ ایک شخص اپنی بکری کے تھن میں سے دودھ نکالنا چاہ رہا ہوگا، وہ دودھ نہیں نکال پائے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ جس طرح موت لوگوں کے لیے اچانک ہے۔ ہمارے رب کے لیے کچھ اچانک نہیں۔ ہر ایک کی سانسیں طے ہیں۔ یہ میرے رب کی حکمت ہے۔ چاہے پورے عالم کی قیامت کا معاملہ ہو یا ایک فرد کی قیامت کا معاملہ ہو جب اس کا وقت آئے گا تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ جب اللہ فیصلہ فرما دے گا تو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔ آگے فرمایا:

﴿اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾﴾ ''تو کیا تم لوگوں کو اس کلام کے بارے میں تعجب ہو رہا ہے؟'' (النجم)

وہ منکرین آخرت ہیں جنہیں موت کا یقین نہیں تھا یا مرنے کے بعد زندگی کا یقین نہیں تھا ان کے تعجب کا ذکر ہو رہا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کیسے ہوگی۔ یہ تو کھلے کافروں کا بیان ہے ہم تو مسلمان ہیں۔ الحمد للہ! لیکن کیا ہمیں یقین ہے کہ مرنے کے بعد زندگی ہے؟ اللہ رب العالمین کی قسم اگر ہمیں یہ یقین ہوتا تو مارکیٹ کا جو حال ہے وہ نہ ہوتا، گھروں کا جو حال ہے وہ نہ ہوتا، جو قتل و غارت گری ہے، جو لوٹ مار ہے وہ نہ ہوتی۔ آپ اور میں مسجد میں مالک یوم الدین پڑھ کر اقرار کر کے باہر جاتے ہیں، باہر جا کر کیا واقعی ہمیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ بدلے کے دن کا مالک ہے؟ علم ہونا الگ شے ہے یقین ہونا الگ شے ہے۔ ہمیں علم ہے کہ موت آئے گی لیکن کیا ہمیں یقین ہے کہ موت آنے والی ہے؟ ہمیں علم ہے کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ کیا ہمارا یقین ہے کہ ہمیں اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے؟ جب دل میں یقین ہوتا ہے تو عمل ثبوت پیش کرتا ہے اور محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں: مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آئے۔ اس کی گفتگو، اس کے کردار، اس کے اعمال، اس کے اقوال، اس کے معاملات سے لگے گا یہ اللہ والا ہے، یہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ ان مشرکین کو جو سرے سے منکر ہو رہے تھے بلکہ جھٹلا رہے تھے ان کو تو فرمایا گیا:

﴿وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾﴾ ''اور تم ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو!'' (النجم)

یہ پچھلے واقعات تمہاری عبرت کے لیے بیان کیے گئے، تم نے ہنسی مذاق میں اسے اڑا دیا، استہزا کیا اور تم نے اس کو پس پشت ڈال دیا۔ حالانکہ پچھلوں کے انجام کو دیکھ کر تمہیں رونا آنا چاہیے تھا کہ اللہ تمہارے کرتوتوں کے سبب کہیں تمہیں بھی اسی طرح کے دردناک عذاب میں مبتلا نہ کر دے۔ آپ ﷺ کے چہرے پر صرف مسکراہٹ آتی تھی، قہقہہ لگا کر ہنسنا حضور ﷺ کی سیرت میں ملتا ہی نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی مسکراہٹ اتنی ہوتی تھی کہ سامنے کے دندان مبارک نظر آتے تھے اور حضور ﷺ نے فرمایا: جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جان لو تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ گے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا: اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے عرض کرتا کہ یا اللہ میری اس امت کو عذاب قبر دکھا دے۔ لیکن ڈر ہے کہ اس کو دیکھنے کے بعد تم لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے۔ حضور ﷺ کے بال جلد سفید ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ پر بڑھاپا آ گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اے ابوبکرؓ! مجھے سورۃ ھود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ سورۃ ھود میں پچھلی قوموں کے حالات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ قرآن پاک کھولیں، ترجمہ پڑھیں، وہاں جہنم کے عذابوں کی جو کیفیات بیان ہوئی ہیں پڑھ کر انسان ہل کر رہ جاتا ہے۔ ہاں جنت کے نظارے بھی ہیں، آدمی کو شوق بھی پیدا ہوگا، اس کو ایک بشارت بھی میسر آئے گی۔ ایک ترغیب و تشویق بھی ملے گی۔ پڑھیں تو سہی۔ آج ہم تاثیر قرآن سے کیوں محروم ہیں؟ پتا ہی نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ ماہ رمضان میں تلاوت پر تلاوت ہوتی گئی، تکمیل بھی ہوگئی، مٹھائی شریف بھی ہم نے تقسیم کر دی اور خود کیک بھی بانٹ دیے، سب کچھ کر لیا لیکن پتا ہی نہیں قرآن میں لکھا کیا ہے، اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ آگے فرمایا:

﴿وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾﴾ ''اور تم خوش فعلیاں کر رہے ہو!'' (النجم)

سامدون کا ایک ترجمہ گانے باجے میں لگ جانا بھی ہے۔ نضر بن حارث مشرکین کا سردار تھا۔ وہ شام سے کنیزوں کو لے کر آیا کہا: جہاں قرآن پڑھا جائے وہاں رقص و سرود کی محفلیں سجاؤ تا کہ نہ ہم سنیں اور نہ کوئی سن سکے۔ کیوں کہ اس مشرک اور دیگر مشرکوں کو پتا تھا کہ جس کے دل میں قرآن اتر جاتا ہے اس کی زندگی بدل جاتی ہے۔ انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ بلال جان دینے کو تیار ہے لیکن کلمہ چھوڑنے کو تیار نہیں۔ انہوں نے خباب رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ دہکتے ہوئے انگاروں پر لیٹنے کو تیار ہے، اس کا جسم جلتا ہے تو جلتا رہے وہ کلمہ چھوڑنے کو تیار نہیں۔ انہوں نے سمیہ رضی اللہ عنہا کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے، ان زندگیوں کو بدلتے ہوئے دیکھا ہے۔ لہٰذا مشرک مانتا تھا کہ یہ قرآن انقلاب برپا کر دیتا ہے، یہ زندگی کو بدل دیتا ہے، یہ فرد کو تبدیل کر دیتا ہے، لہٰذا گانے باجے کی محفلیں سجاؤ تا کہ لوگ قرآن کو نہ سنیں۔ مشرک مان رہا ہے کہ قرآن انقلاب برپا کر دیتا ہے، فرد کے اندر زندگی بدل دیتا ہے اور افراد کا بدلنا پھر معاشرے اور پورے نظام کی تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔ مشرک مان رہے تھے لیکن آج ہم مسلمانوں کو سمجھ نہیں آرہی۔ آج تو خود مسلمانوں میں گانا باجا عام ہو چکا ہے۔ آج تو ایک فون کی کال بھی ملائی ہو تو عورت کی آواز۔ صبح مارکیٹ میں چلے جاؤ، گانے باجے ہر طرف چل رہے ہیں۔ یہ گانے باجے شیطان کی آواز ہے جو آپ کو اور مجھے غافل کر دیتی ہے۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾﴾ ''پس سجدہ کرو اللہ کے لیے اور اُسی کی بندگی کرو!'' (النجم)

یہ آیت سجدہ ہے اور نزول کی ترتیب میں پہلی آیت تھی کہ جس پر سجدہ لازم ہے۔ جب حضور ﷺ نے تلاوت فرمائی تو عجیب منظر تھا۔ مشرکین بھی کعبہ کے پاس موجود تھے۔ کچھ حضور ﷺ کی آواز کی بھی تاثیر تھی اور کچھ قرآن پاک کی تاثیر تھی کہ جب حضور ﷺ اس آیت پر سجدے میں گئے تو مسلمان بھی سجدے میں گئے اور سارے کافر بھی بے اختیار سجدے میں چلے گئے۔ ایک متکبر سردار امیہ بن خلف تھا جس نے اپنے تکبر میں پیشانی زمین پر نہیں لگائی، زمین سے مٹی اُٹھا کر پیشانی پر لگا لی۔ یہ قرآن کی وہ تاثیر تھی جس کا اثر ان پر ہوا اور وہ بھی بے اختیار جھک گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پوری زندگی میں جھکتے رہنے اور پوری زندگی میں اللہ ہی کی عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha1@yahoo.com

23

## حضورِ حق _ 10 _ (II)

تو می دانی حیاتِ جاوداں چیست
نمی دانی کہ مرگِ ناگہاں چیست!
ز اوقاتِ تو یک دم کم نہ گردد
اگر من جاوداں باشم، زیاں چیست؟

**ترجمہ و تشریح**

اے اللہ! تو اس کائنات کا خالق و مالک ہے تو نے اس وسیع کائنات کے ایک ذرا سے کونے میں ہم انسانوں کو آباد کیا ہے اور باقی وسیع کائنات تیرے ہی علم میں ہے کہ کیا ہے اور کہاں تک ہے۔ اے اللہ! تو حی و قیوم ذات ہے، ازل و ابد تیرا ہے، تو سمجھتا ہے کہ حیاتِ جاودانی کیا چیز ہے؟ ہم بے مایۂ انسان تو ایک محدود زندگی کے مالک ہیں اور کائناتی پیمانوں (LIGHT YEARS) کو سمجھنے سے بھی قاصر ہیں زندگی کے گمبھیر مسائل کے ساتھ غلامی کے خاردار میں ہیں جو صحرائے تیہ سے کسی طرح کم نہیں بلکہ اس سے زیادہ تکلیف دہ اور اعصاب شکن ہے تو ہماری مجبوریاں سمجھ سکتا ہے۔

اے اللہ! تو ہماری کوتاہیوں کو جانتا ہے ہماری زندگی اور VISION اور اختیارات آج منحوس برطانوی استعمار نے غاصبانہ طور پر چھین لیے ہیں اور ہم غلامی کے زہر کے گھونٹ پی کر جی رہے ہیں جس سے ہم ہر دم ایک نئی مصیبت کی مرگِ ناگہانی کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اے اللہ! تو اس مرگِ ناگہانی کو جانتا ہے (اے اللہ! تو ہمیں اس غلامی سے نجات بخش تاکہ تیرے نبی ﷺ کی اُمت کا فرد ہونے کی حیثیت میں کوئی کام کر سکیں)۔

اے اللہ! تیرے اختیار کا کوئی حصہ (جو اعداد و شمار سے ماورا ہے) خرچ ہوئے بغیر ___ تو اگر ہمیں حیاتِ جاودانی دے دیتا (مسلمان اُمت کو چند صدیاں پہلے تو عروج حاصل تھا اور عثمانی خلافت یورپ کے ایوانوں تک تیری عظمت کے پرچم لہرا رہی تھی) تجھے صرف 'کُن' کہنا تھا اور ہم مسلمانوں اور تیرے پیارے پیغمبر محمد ﷺ کے دین کو حیاتِ جاودانی اور عظمت جاودانی مل جاتی اور تیرے اختیارات میں کوئی کمی نہ آتی۔ نتیجتاً آج دنیا اس مغربی صیہونی سیکولر، لبرل، انسان دشمن اور خدا بے زار طرزِ حکومت و تہذیب کے چنگل میں نہ پھنستی۔ اے اللہ! تو چاہے تو اب بھی اس منحوس استعمار کو ذلت سے دوچار کر کے مسلمان اُمت کو اقتدار دے سکتا ہے مگر تیری حکمتیں تو ہی جانتا ہے۔ (یہ حقیقت ہے کہ 1910ء کے لگ بھگ علامہ اقبال کی شاعری سے جاگنے والی جنوبی ایشیا کی مسلمان اُمت نے صرف 3.2 ارب سیکنڈوں (یعنی صرف سو سال) میں تین عالمی مغربی صیہونی سپر طاقتوں کو زوال سے دوچار کر دیا ہے۔ پہلے برطانیہ 1947ء میں، پھر USSR، 1990ء میں اور پھر امریکہ 2010ء سے 2014ء تک اور بالآخر 29 فروری 2020ء میں افغانستان سے شکست خوردہ ہو کر پسپائی پر مجبور ہو گیا۔ یہ اللہ ہی کی قدرت ہے)

## حضورِ حق _ 11 _ (I)

بہ پایاں چوں رسد ایں عالمِ پیر
شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضورِ خواجہؐ ما را
حسابِ من ز چشمِ او نہاں گیر

**ترجمہ و تشریح**

اے اللہ تیرا یہ تخلیق کردہ جہانِ ارضی و سماوی اب اپنی عمر کے آخری حصہ میں ہے☆ یہ جہان اب بوڑھا ہو چکا ہے۔ ابتداءِ سلسلۂ انبیاء و رُسل میں جو باتیں معجزانہ طور پر انسانیت نے مشاہدہ کی تھیں وہ اب مرورِ زمانہ کے ساتھ اور انسانی ذہن کو تیری عطا کردہ صلاحیتوں کی وجہ سے (عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرہ:31) تجرباتی علوم میں ترقی کے ذریعے ہر انسان کی پہنچ میں آ گئی ہیں (موبائل فون، تصاویر، طویل دورانیوں کی فلمی عکس بندی، تصاویر کے ساتھ ہزاروں میل دور سے بات چیت، چاند اور مریخ تک کے اسفار وغیرہ اور حضرت سلیمان کا ملکۂ بلقیس کے تخت کو چشم زدن میں موجود کر دینا ___ آج 3D پرنٹنگ کے دور میں محیر العقول واقعہ نہیں رہا)۔ اب ہزاروں میل دور کسی چیز کی 3D تصویری نقل کو 3D پرنٹر کے ذریعے ایک پیکرِ محسوس کی شکل میں سامنے موجود کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ کائنات کے پوشیدہ حقائق اب دن بدن عیاں ہو رہے ہیں اور انسانی دسترس میں آ رہے ہیں۔ اے اللہ! زمانہ اپنے انجام کے قریب ہے تو میری زندگی بھی اب قریب الاختتام ہے میری عمر کا پیمانہ بھی لبریز ہوا چاہتا ہے۔ اے اللہ! (تو قادرِ مطلق ہے تو چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے) مجھے اپنے کم اعمال اور کما حقہ اُمتِ مسلمہ کی بھلائی کا حق ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے آقا سیّدنا حضرت محمد ﷺ کے سامنے رسوا نہ کرنا۔ قیامت کی تفاصیل میں ہے کہ ہر اُمت کا حساب کتاب اس اُمت کے پیغمبر ﷺ کے سامنے ہوگا اور مسلمانوں کے حساب کتاب کے وقت یقیناً آپ ﷺ موجود ہوں گے (اے اللہ! تیرے اختیار کے سامنے کوئی چیز ناممکن نہیں) مجھے میرے پیغمبر ﷺ کے سامنے رسوا نہ کرنا۔ اے اللہ! حساب کتاب حضرت محمد ﷺ کی نگاہوں سے اوجھل لینا (کہ مجھے ان سے آنکھیں چار کرنے کی جرأت نہیں ہے اور میں شرمندگی کے عرقِ انفعال میں ڈوب جاؤں گا) اے اللہ! تو اس کو شرفِ قبول عطا فرما دے تو تجھے کسی سے SANCTION لینے کی ضرورت نہیں تو العزیز ہے اور الحکیم ہے۔ بقول شاعر

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر — روزِ محشر عذرہائے من پذیر
گر حسابم را تو بینی ناگزیر — از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

★ ارشادِ نبوی ہے: میری اُمت کا زمانہ (دنیا کی عمر میں) ایسے ہے جیسے نمازِ عصر اور غروبِ شمس کے درمیان کا وقت ہے۔ (بخاری، حدیث 5021)

**پوری اُمت مسلمہ ناکام ہوگئی لیکن افغان طالبان کو اللہ نے کامیابی دی۔ وجہ صرف یہ ہے کہ افغان طالبان نے اپنا تعلق اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دین سے جوڑا جبکہ اُمت مسلمہ نے اپنا تعلق دین سے توڑ کر سیکولرازم سے جوڑا: ایوب بیگ مرزا**

**افغانستان کا 70 فیصد علاقہ افغان طالبان کے کنٹرول میں آچکا ہے۔ ممکن ہے وہ کابل پر امریکی افواج کے انخلاء کے بعد کنٹرول حاصل کریں اور اپنی حکومت کا اعلان کردیں: رضاء الحق**

# افغانستان کا مستقبل کیا ہوگا؟ کے موضوع پر

## حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

**سوال:** جیسے جیسے امریکی افواج کے افغانستان سے انخلاء کی تاریخ قریب آ رہی ہے افغان طالبان کی طرف سے حملوں میں اضافہ دکھائی دیتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق افغانستان کے ستر فیصد علاقے پر افغان طالبان قابض ہیں اور گزشتہ ایک ماہ میں سات مزید صوبوں پر قبضہ جما لیا ہے۔کیا مستقبل میں افغان طالبان آپ کو کابل پر قبضہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں؟

**رضاء الحق:** بظاہر یہ خبریں آ رہی ہیں کہ افغانستان سے تقریباً پچاس فیصد سے زائد امریکی افواج نے انخلاء کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ ایک مرتبہ پہلے بھی امریکہ افغانستان سے withdraw کر چکا ہے۔ 1980ء کی دہائی میں جب سوویت یونین نے افغانستان پر چڑھائی کر رکھی تھی تو اس وقت امریکہ بطور افغان اتحادی افغانستان میں موجود تھا۔ اس وقت افغان طالبان نہیں تھے لیکن مختلف گروہوں میں تقسیم جنگجو موجود تھے۔ جب سوویت یونین کو شکست ہوئی تو اس کے بعد امریکہ وہاں سے چلا گیا تھا اور اس کے بعد افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہوگئی تھی جس کے نتیجے میں بہت زیادہ خون بہا تھا۔ یہاں تک کہ 1994ء میں طالبان کھڑے ہوئے اور 1996ء میں تقریباً سارے افغانستان پر انہوں نے قبضہ کر لیا سوائے چند علاقوں کے جو شمالی اتحاد کے قبضے میں تھے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ ایک نئی پالیسی کو لے کر دوبارہ افغانستان میں آیا اور اس کے بعد بیس سال سے افغان طالبان سے جنگ جاری ہے جس میں امریکہ نے بے تحاشہ کُشت وخون کیا۔ یہاں آنے کا اس کا بڑا مقصد یہ تھا کہ افغان طالبان نے جو اسلامی حکومت قائم کر لی تھی اس کو ختم کیا جائے۔ ان بیس سالوں میں اس نے بہت کوشش کی لیکن وہ مکمل طور پر اپنے اہداف حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔ اب بظاہر وہ دوبارہ اپنا بوریا بستر افغانستان سے لپیٹ رہا ہے لیکن وہ مکمل طور پر انخلاء کرے گا یہ کہنا قبل از وقت ہوگا۔ بظاہر یہی دکھائی دے رہا ہے کہ وہ کافی حد تک اپنے دستوں کو کم کرے گا۔ امریکی صدر جو بائیڈن نے حال ہی میں بیان دیا کہ ہمارا اسٹیٹس دنیا کے سامنے یہی رہنا چاہیے کہ ہم طاقتور ہیں۔

**مرتب: محمد رفیق چودھری**

دوسری طرف افغان طالبان بھی جانتے ہیں کہ امریکہ کبھی بھی اپنے وعدوں پر قائم نہیں رہا۔ اس لیے انہوں نے یہ پالیسی اپنائی ہے کہ ایک طرف بات چیت بھی بے شک چلتی رہے لیکن دوسری طرف اپنے ہدف کے حصول کی جدوجہد بھی ترک نہ کی جائے۔ لہٰذا اسی لیے اب انہوں نے طاغوتی فورسز پر حملے بھی تیز کر دیے ہیں اور اب تک وہ 34 میں سے 26 اضلاع پر قبضہ کر چکے ہیں۔ ستر فیصد علاقہ جو امریکی کنٹرول میں تھا وہ اب طالبان کے کنٹرول میں آچکا ہے۔ کابل پر قبضہ کے حوالے سے ابھی ان کا پلان واضح نہیں ہوا کہ اس پر فوری طور پر مکمل کنٹرول حاصل کریں گے یا ابھی انتظار کریں گے۔

دوسری طرف امریکہ کا ایک اپنا پلان ہے جس کے تحت وہ ترکی کے فوجیوں کو آگے بھیجنا چاہتا ہے بالخصوص کابل کے ہوائی اڈے پر تاکہ افغان طالبان ان کے اوپر حملے نہ کریں۔ طالبان بھی سوچ سمجھ کر آگے بڑھ رہے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر وہ فوری طور پر کابل پر حملہ کر کے وہاں قبضہ کرتے ہیں تو امریکہ ان پر فضائی حملے کر سکتا ہے۔ ممکن ہے جب امریکی افواج کا انخلاء ہو جائے تو اس کے بعد افغان طالبان کابل پر قبضہ کریں۔ پھر افغان کٹھ پتلی حکومت ان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکے گی اور وہ کابل کا کنٹرول حاصل کرنے کے بعد پہلے والی پوزیشن میں آجائیں گے۔

**سوال:** افغان طالبان اور افغانستان حکومت کے درمیان مشاورتی عمل کس مرحلے میں ہے اور کیا امریکی انخلاء کے بعد افغان طالبان موجودہ افغان حکومت کے کارندوں کو اگلے سیٹ اپ میں کوئی مقام دیں گے؟

**ایوب بیگ مرزا:** جہاں تک مشاورتی عمل کے مراحل کا تعلق ہے تو وہ امن افغان معاہدے کے تحت تھے لیکن نئے امریکی صدر جو بائیڈن نے عہدہ سنبھالتے ہی اس معاہدے پر نظر ثانی کا اعلان کر دیا جس کی وجہ سے افغان طالبان اب ان معاہدات اور مذاکرات پر قطعاً اعتبار یا انحصار نہیں کریں گے بلکہ وہ اپنے لائحہ عمل کے تحت آگے بڑھیں گے۔ پھر امریکہ نے نئی تاریخ دے دی اور اس کے ساتھ ساتھ وینیوز بھی بدل رہے ہیں، پہلے مذاکرات دوحہ میں ہوتے تھے، اب روس میں ہوں گے یا ترکی میں ہوں گے۔ افغان طالبان نے پہلے تو ترکی جانے سے انکار کر دیا تھا۔ بعد میں ان کی رضامندی بھی ہوگئی لیکن ابھی تک یہ مذاکرات ہو نہیں سکے۔ اس کی وجہ امریکہ کا یہ بیان ہے کہ UNO کسی کو اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ کسی ملک میں اسلامی نظام قائم کرے۔ جبکہ افغان طالبان نے اتنی جدوجہد اور اتنی قربانیاں صرف اسلامی نظام کے لیے ہی دی ہیں۔ اگر ان کی یہ بات نہیں مانی جاتی تو پھر مذاکراتی

عمل کا فائدہ ہی کیا ہے ۔ گویا افغان طالبان نے سمجھ لیا کہ ''گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلے گا'' چنانچہ انہوں نے سیاسی اور سفارتی لحاظ سے بہت خوبصورت اقدام کیا کہ ان سب افغانیوں کے لیے عام معافی کا اعلان کر دیا جنہوں نے کسی بھی سطح پر امریکہ یا افغان کٹھ پتلی حکومت کا ساتھ دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان سب کے لیے عام معافی کا اعلان کرتے ہیں بشرطیکہ وہ اللہ سے توبہ کریں اور آئندہ یہ طے کریں کہ وہ امریکہ یا اس کی کٹھ پتلی انتظامیہ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کریں گے ۔ یہ ان کی بہترین اسٹریٹجی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سارے لوگ افغان طالبان کے ساتھ مل گئے اور عوام کے دل سے بھی یہ خوف نکل گیا کہ افغان طالبان انہیں سزائیں دیں گے ۔ دوسری طرف امریکہ اور عالمی میڈیا نے اس اعلان کو غلط رنگ دیتے ہوئے کہا کہ جو افغان طالبان کے سامنے سرنڈر نہیں کریں گے انہیں مار دیا جائے گا ۔ حالانکہ طالبان نے تو رحماء بینھم کے اصول کے تحت یہ آفر دی تھی کہ تم ہمارے بھائی ہو، تم اگر غلطی کر چکے ہو تو اپنے اللہ سے معافی مانگو۔ اب اپنے دشمن کو پہچان لو، اب اپنے بھائیوں کے ساتھ مل جاؤ۔ اس پیشکش نے امریکی انتظامیہ میں کھلبلی مچادی ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ افغان طالبان اپنا وعدہ پورا کریں گے اور جو لوگ پورے خلوص کے ساتھ افغان طالبان کی حمایت کا اعلان کریں گے تو طالبان ان کو اعلیٰ نہ سہی لیکن ایک مناسب مقام اپنی حکومت میں دیں گے ۔ ان شاء اللہ!

**سوال:** اگر امریکہ افغان طالبان اور افغان حکومت کے درمیان بغیر کوئی سمجھوتہ کرائے افغانستان سے نکلتا ہے تو کیا اس کا یہ اقدام افغانستان میں فساد برپا کرنے کی سازش نہیں کہلائے گا؟

**رضاء الحق:** اس حوالے سے افغان طالبان کا نقطہ نظر تھوڑا سا مختلف دکھائی دیتا ہے ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ یہاں پر آیا ہی فساد پھیلانے کے لیے تھا اور ہم نے دیکھا بھی یہی ہے کہ امریکہ نے یہاں پر فساد ہی پھیلایا ہے ۔ دوسرا وہ سمجھتے ہیں کہ افغان کٹھ پتلی حکومت کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ وہ غیر قانونی اور ناجائز حکومت ہے ۔ امریکی حملے سے قبل افغان طالبان کی حکومت تھی جسے ختم کیا گیا۔ اب افغان طالبان کا سب سے بڑا مطالبہ ہی یہ ہے کہ امریکہ یہاں سے جائے باقی معاملات ہم خود طے کرلیں گے ۔

**سوال:** امریکہ نے حکومت طالبان سے چھینی تھی ۔ اب اگر وہ واپس جارہا ہے تو اصولی طور پر اسے حکومت طالبان کے سپرد نہیں کرنی چاہیے؟

**رضاء الحق:** بڑی خوبصورت بات ہے لیکن امریکہ اصولوں کی پابندی کب کرتا ہے؟ اصولی طور پر امریکہ یا کسی بھی ملک کو اجازت ہی نہیں کہ وہ کسی دوسرے ملک پر غیر قانونی جنگ مسلط کرے ۔ لیکن چونکہ ان کے پاس طاقت ہے تو وہ یہ کام کرتے ہیں ۔ اسرائیل، انڈیا، فرانس وغیرہ یہی کام کرتے ہیں ۔ امریکہ کو روکنے والا کوئی نہیں تھا تو اس نے غیر قانونی جنگیں پوری دنیا میں پھیلائیں اور وہ کبھی بھی افغان طالبان کو حکومت واپس کرکے نہیں جائے گا بلکہ خدشہ ہے کہ اگر افغان طالبان دوبارہ پاور میں آئے تو امریکہ دوبارہ جنگ مسلط کر دے گا ۔ امریکی ڈیپ سٹیٹ پہلے دن سے ہی فساد پھیلا رہی ہے ۔ یہ فساد عسکری لحاظ سے بھی پھیلاتے ہیں اور میڈیا کے ذریعے بھی ۔ گوگل پر آپ دیکھیں تو افغان طالبان کو ایک ظالم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ۔ عالمی میڈیا بھی یہ پروپیگنڈا پھیلا رہا ہے کہ افغان طالبان سے افغان فوجیوں کو خطرہ ہے ۔ فلاں شخصیت طالبان سے بچنے کے لیے امریکہ جارہی ہے ۔ یعنی اس طرح کی خبروں سے طالبان کے خلاف پورا ایک بیانیہ تیار کیا جارہا ہے۔

> افغان طالبان نے افغانیوں کے لیے عام معافی کا اعلان کر کے فضا اپنے حق میں ہموار کر لی ہے ۔ جس سے امریکی انتظامیہ میں کھلبلی مچ گئی ہے۔

**سوال:** امریکی انخلاء کے بعد افغانستان میں قیام امن کے سلسلے میں پاکستان اور چین کیا اہم رول ادا کرسکتے ہیں اور حالیہ دنوں میں وزرائے خارجہ کی ویڈیو کانفرنس میں اس حوالے سے کوئی روڈ میپ طے ہو پایا ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** امریکہ سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد یقینی طور پر سپریم پاور آف دی ورلڈ بن گیا تھا، دنیا یونی پولر ہوگئی تھی ۔ لیکن ان بیس سالوں میں حالات بدل گئے ہیں ۔ چین اس تیزی سے اقتصادی اور عسکری سطح پر آگے بڑھا ہے کہ دنیا اب یونی پولر نہیں رہی پھر بائی پولر ہوگئی ہے ۔ لیکن امریکہ ذہنی طور پر اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے اب بھی تیار نہیں ہے ۔ ہم مانتے ہیں کہ امریکہ اس وقت بھی سپر پاور ہے البتہ اس کا Only supreme power والا معاملہ اب نہیں رہا بلکہ دوسری سپر پاورز چین اور روس سامنے آچکی ہیں ۔ یہ میٹنگ چین پاکستان اور افغان حکومت کے درمیان تھی اس میں امریکہ کو ایک پیغام دیا گیا۔ وزرائے خارجہ کی اس کانفرنس کا میزبان چین تھا، اس میں چین ، پاکستان اور افغانستان کے وزرائے خارجہ شامل تھے ۔ گویا اس کانفرنس کے ذریعے امریکہ کو یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ یہ اس خطے کا معاملہ ہے ۔ پاکستان اور چین افغانستان کے ہمسایہ ممالک ہیں ۔ امریکہ کون ہوتا ہے جو ہزاروں میلوں سے یہاں مداخلت کے لیے آیا ہے اور اگر آنے کی غلطی کر ہی بیٹھا ہے تو خاموشی سے واپس چلا جائے ۔ یعنی انہوں نے یہ تاثر دیا ہے کہ یہ علاقائی معاملہ ہے اور علاقائی ممالک ہی اس معاملے کو طے کریں گے، آپ اس میں مداخلت نہ کریں ۔ اس کانفرنس کے اعلامیہ میں بہت اہم فقرہ ہے کہ کسی غیر ملکی طاقت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ افغانستان میں اپنی مرضی کی حکومت مسلط کرے ۔ طالبان سے جب حکومت لی گئی تھی تو بزور طاقت لی گئی تھی اور اب وہ اسے بزور بازو حاصل کر رہے ہیں ۔ بہرحال اس سے پتا چلتا ہے کہ اس خطے کے حالات کے مطابق پاکستان ایک گرے ایریا میں آگیا ہے اور یہ بات امریکہ کو بھی سمجھ لینی چاہیے اور پاکستانی حکومت یا اسٹیبلشمنٹ بھی یہ سمجھے کہ پاکستان کا بھی کوئی حق نہیں ہے کہ وہ وہاں کوئی حکومت مسلط کرے ۔ اور چین کا بھی حق نہیں ہے ۔ یہ انہی کا حق ہے جو بزور بازو چھینی حکومت کو بزور بازو واپس لیں گے ۔

**سوال:** موجودہ حالات میں پاکستان کو کیا سٹینڈ لینا چاہیے؟

**رضاء الحق:** امریکہ کے اس خطے میں آنے کی ایک وجہ چین کا گھیراؤ بھی تھا۔ کیونکہ وہ چین کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ رہا تھا۔ چین سیاسی لحاظ سے تو پہلے سے بہت مضبوط تھا اب وہ اقتصادی اور عسکری لحاظ سے بھی بہت مضبوط ہو چکا ہے ۔ امریکہ کے لیے چین خطرہ تھا جس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے انڈیا، جاپان اور آسٹریلیا کا ایک سکواڈ بنایا ہے تاکہ اس کے ذریعے چین پر دباؤ برقرار رکھے ۔ جو بائیڈن کے آنے کے بعد بہت سارے معاملات میں ٹرمپ کے فیصلوں کو ریورس کیا گیا ہے لیکن چین کے حوالے سے کوئی فیصلہ ریورس نہیں کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ پچھلے کچھ عرصے میں انڈیا نے اپنے پر بہت پھیلائے کیونکہ اس کو امریکی آشیر باد حاصل تھی ۔ امریکہ نے انڈیا کو عالمی لیول پر بھی بہت زیادہ ایکسپوژر دیا تھا،

اس کو ہر جگہ پر رسائی دی۔ اگر انڈین کرونیکلز کے ذریعے بھارت دنیا میں پروپیگنڈا پھیلاتا رہا ہے تو ظاہر ہے اس کو اس کا موقع دیا گیا تھا۔ اگر یہ کام پاکستان کرتا تو اس پر کیسی کیسی پابندیاں لگ گئی ہوتیں لیکن انڈیا کے خلاف انہوں نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اس وقت انڈیا افغانستان کے معاملے میں ٹو سائیڈز آف دی پچ کھیلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایک طرف وہ یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہا ہے کہ میرے افغان طالبان کے ساتھ چینلز کھل گئے ہیں حالانکہ انڈیا میں جب تک انتہاپسند ہندو حکومت ہے افغان طالبان انڈیا کے ساتھ کبھی ایک پیج پر نہیں آسکتے۔ پھر انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ انڈیا افغان سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو وہ فی الحال ایک گرے ایریا میں رہ کر کام کرے گا۔ جب بھی امریکہ کی طرف سے کوئی پریشر اور مطالبہ آئے گا تو پاکستان فوری طور پر انکار نہیں کرے گا لیکن پاکستان یہی کہے گا کہ وہ ابھی اس حوالے سے زیادہ کچھ کر نہیں سکتا۔ یعنی پاکستان نہ ہاں کرے گا اور نہ نہ کرے گا۔ لیکن اگر امریکہ نے بہت زیادہ پریشر ڈالا کہ یا تم میرے ساتھ ہو یا میرے خلاف ہو؟ اس وقت پاکستان کو مجبوراً انکار کرنا پڑے گا کیونکہ چین کی طرف سے ایسی صورت حال پیدا ہوگئی ہے کہ وہ امریکن کیمپ میں جا نہیں سکتا۔ اس کے لیے پاکستان کو اقتصادی اور عسکری اور دینی طور پر پہلے سے ہی تیاری شروع کر دینی چاہیے۔

**سوال:** امت مسلمہ کی کیا مجبوری ہے کہ افغان طالبان کو فتح کی مبارکباد بھی پیش نہیں کر سکتے؟

**ایوب بیگ مرزا:** مختصر جواب یہ ہے کہ ؎

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات!

جب انسان، معاشرہ، قوم، ملک کمزور اور ضعیف ہوگا اور کسی کو جواب دینے کے قابل نہیں ہوگا تو پھر ایسا ہی ہوگا۔ امت مسلمہ کا اصل جرم یہی ہے کہ وہ کمزور ہے، مفلوج ہے، ضعیف ہے، اپنے پاؤں پر نہیں کھڑی۔ اس لیے اس کو دوسروں کی بات ماننی پڑتی ہے۔ افغان طالبان کامیاب کیوں ہوئے؟ اور باقی مسلمان ناکام کیوں ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ افغان طالبان نے اپنا تعلق اللہ سے، اللہ کے رسول ﷺ سے، اللہ کے دین سے اور قرآن وسنت سے باندھا لیکن باقی مسلمانوں نے یہ سارے تعلق توڑے، ان سے دور ہوئے لہٰذا اللہ کے وعدے کے مطابق افغان طالبان کامیاب ہوئے اور ان کی کامیابی یقیناً اس وقت مکمل ہوگی جب وہ افغانستان میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ وہ وقت بھی ان شاء اللہ آئے گا۔ امت مسلمہ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ خوفزدہ ہے اور خوفزدہ اس لیے ہے کہ اسلام سے دور ہوگئی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے افغان طالبان کی تحسین کی، ان کے حق میں بات کی تو جو اس دنیا کے بڑے ہیں وہ ہم سے اقتدار چھین لیں گے اور ہمیں مروا دیں گے۔ انہیں اپنے اقتدار کی پڑی ہوئی ہے، انہیں اپنی زندگیوں کی فکر ہے۔ اس وجہ سے وہ ابھی تک اتنی جرأت پیدا نہیں کر سکے کہ اپنی زندگیوں کو داؤ پر لگا کے، اپنے اقتدار کو داؤ پر لگا کے اس بڑے دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کوئی بات کریں لہٰذا وہ خاموش ہیں۔ البتہ میں محسوس کرتا ہوں کہ جیسے جیسے افغان طالبان ایک مکمل فتح کی طرف بڑھ رہے ہیں اس کا اثر باقی امت مسلمہ پر ضرور ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسرائیل اس دفعہ وہ اہداف حاصل نہیں کر سکا جو اس سے پہلے وہ اس نوع کی جھڑپوں سے حاصل کر لیتا تھا۔ یعنی وہ اس قدر کامیاب نہیں ہوا جس قدر وہ پہلے حملوں میں ہوتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ امت مسلمہ سوئی تو ہے لیکن دو وجوہات کی بنا پر وہ تھوڑی ہلائی گئی ہے اور اسے سمجھ آئی ہے کہ اسرائیل کو بھی جواب دیا جا سکتا ہے۔ انہیں سمجھ آئی ہے کہ بے شک ہم کچھ نہیں کر سکتے لیکن کوئی ہے جو امریکہ کو بھی جواب دے سکتا ہے۔ اگر حالات اسی طرح چلتے رہے اور افغانستان میں طالبان کی کوئی باقاعدہ کامیاب حکومت قائم ہوگئی تو دوسری جہادی قوتیں تو مضبوط ہوں گی ہی شاید امت مسلمہ کے کچھ حکمرانوں میں بھی کچھ جذبہ پیدا ہو جائے۔

**سوال:** پاکستان کے خلاف افغان مشیر کے متنازعہ بیان سے پاک افغان سفارتی تعلقات پر کیا اثرات پڑے؟

**ایوب بیگ مرزا:** یہ حمد اللہ محب پہلے امریکہ میں افغان سفیر تھا، وہیں اس کی گرومنگ ہوئی، وہاں اس کو پڑھایا لکھایا گیا، اب اسی کام کے لیے اس کو یہاں بھیجا گیا ہے۔ اب مشیر برائے سلامتی امور بنا ہے۔ اس کے بیان پر شاہ محمود قریشی نے جس طرح کا جواب دیا ہے تو اسے چاہیے تھا کہ استعفیٰ دے دیتا یا اپنی حکومت کی طرف سے کوئی سرکاری احتجاج کرواتا۔ اگر دیکھا جائے تو سفارتی لحاظ سے اس نے بہت ہی غلیظ زبان استعمال کی ہے لیکن اس کو جو جواب دیا گیا وہ بھی کم ہے۔ اس کو زیادہ سخت جواب دیا جانا چاہیے اور اس بات پر حکومتِ افغانستان سے سرکاری سطح پر جواب طلب کیا جانا چاہیے تھا کہ اس طرح کی بات اس نے کیوں کی ہے۔ اصل میں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے لیے غداری کرتے ہیں ان کے ہاتھوں سے ہی مرتے ہیں۔ امریکہ جب ویت نام سے بھاگ رہا تھا تو امریکی فوجی ایک بڑی بلڈنگ کی چھت سے ہیلی کاپٹر پر چڑھ کر بھاگ رہے تھے۔ ان کے ساتھ ویت نامی غدار بھی تھے جو ان کے ساتھ بھاگنا چاہتے تھے۔ لیکن امریکیوں نے یہ کیا کہ جب خود ہیلی کاپٹر پر چڑھ گئے تو انہوں نے سیڑھی کو لات مار کر گرا دیا اور سیڑھی غداروں سمیت اونچائی سے زمین پر آرہی اور محب وطن ویت نامیوں نے ان غداروں کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ حمد اللہ جیسے غداروں کے ساتھ بھی امریکیوں نے ایسا ہی کرنا ہے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

## بقیہ: اداریہ

پر مکمل بھروسہ اور انحصار اِس کا فطری نتیجہ ہوتا۔ گویا مسلمانانِ پاکستان کا اصل جرم تو ایک ہی ہے یعنی یہاں دین قائم نہ کرنا لیکن یہ اتنا سنگین کہ کوئی دنیوی سطح پر دی ہوئی مثال اس پر منطبق نہیں ہو سکے گی۔ آخر میں ہم یہ اعلان کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کریں گے کہ جب تک مسلمان مسبب الاسباب پر مکمل اور اٹل بھروسہ نہیں رکھیں گے اور جب تک اُسی کے حکم کے مطابق اپنے گھوڑے تیار نہیں رکھیں گے تاکہ اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کو دندان شکن جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں' اُس وقت تک (معاذ اللہ) رسول کریم ﷺ کا استہزا بھی ہوتا رہے گا۔ کسی کو آپ ﷺ کے خاکے بنانے سے بھی نہیں روکا جا سکے گا اور دنیا بھر میں مسلمان خاندان ٹرک تلے بھی کچلے جاتے رہیں گے۔ مساجد میں بھی انھیں گولیوں سے بھون ڈالا جائے گا۔ قرآن پاک بھی نذرِ آتش ہوتا رہے گا۔ ہر عافیہ صدیقی کو دشمن اپنے ملک میں اُٹھالے جائے گا اور اُسے سلاخوں کے پیچھے دھکیل دے گا۔ کشمیر اور فلسطین میں مسلمان کیڑوں مکوڑوں کی طرح مارے بھی جاتے رہیں گے۔ مغرب کی فحش اور بے حیا تہذیب بھی ہم پر مسلط رہے گی۔ لہٰذا بچاؤ اور دشمن کے ان اوچھے ہتھکنڈوں کا منہ توڑ جواب دینے کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ جتنے اسباب ممکن ہوں پیدا کرو لیکن اصل بھروسہ مسبب الاسباب پر کرو۔ گویا میدان میں یوں کود جاؤ کہ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار ہو۔ دل ودماغ جذبۂ شہادت سے لبریز ہو اور زبان پر اللہ اکبر ہو۔ ہمارا عیار اور مکار دشمن کسی صورت ہمارے سامنے ٹھہر نہیں پائے گا۔ ان شاء اللہ!

# اسلام کا سماجی اور معاشرتی نظام (iv)

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

## اسلامی معاشرہ کی بنیاد: اسلام

اگرچہ تمام انسان شرفِ انسانیت میں مساوی ہیں لیکن اسلامی معاشرہ انسانوں میں ایک فرق و تمیز کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ وہ فرق اور تمیز رنگ و نسل، زبان اور علاقے کی بنیاد پر نہیں، بلکہ وہ نظریہ اور ایمان کی بنیاد پر ہے۔ یعنی ایمان لانے والے مؤمن اور انکار کرنے والے کافر آپس میں برابر نہیں ہیں۔ یہ دستوری اور قانونی فرق و تمیز ہے جو اسلام قائم کرتا ہے۔ اسلام کا معاشرہ اس معنی میں مخلوط نہیں ہے کہ نظریے اور عقیدے کا کوئی ریفرنس نہ ہو، اس لیے کہ اسلامی ریاست کی شہریت میں مسلمان اور غیر مسلم سب مساوی نہیں ہیں۔ چنانچہ یہ بات جان لیجیے کہ اسلامی معاشرہ میں مسلم اور غیر مسلم کے اعتبار سے فرق و تفاوت ہوگا، ماننے والے ایک طرف ہوں گے اور نہ ماننے والے ایک طرف۔ یہ تقسیم اقرار باللسان کے درجے میں ہے۔ اسلام کی سطح پر اس تقسیم کے کئی قانونی نتائج اور مضمرات (implications) ہیں۔ اسلامی معاشرے کا سارا اوپر کا ڈھانچہ اور بنیادیں اسلامی اخوت کے اصول پر مبنی ہیں، جس کی بنیاد ''ایمان'' پر ہے۔ پھر اس ''ایمان'' کے دو حصے ہیں، ایک یقینِ قلبی ہے جو یہاں زیر بحث نہیں آئے گا، کیونکہ جب بھی دنیا کے اندر اسلامی معاشرہ بنے گا وہ اقرار باللسان کی بنیاد پر ہوگا۔ جو کوئی اللہ کو، قرآن کو، محمد ﷺ کی رسالت کو اور ان تمام بنیادی ایمانیات کو مانتا ہے جن کا ماننا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے، تو اس معاشرے میں وہ ایک مسلمان شمار ہوگا۔

انسانی مساوات کے بارے میں ابھی ہم نے سورۃ الحجرات کی آیت 13 کا مطالعہ کیا۔ اس سورۃ کا نام بھی بڑا عجیب ہے۔ ''حجرات'' کا لفظی مطلب ہے گھروندے، کمرے یا حجرے۔ یہ درحقیقت معاشرے کی صحیح ترین تعبیر ہے، کیونکہ معاشرہ ان گھروں اور خاندانوں ہی سے وجود میں آتا ہے۔ ایک خاندان معاشرہ کی اکائی ہے۔ اگرچہ اس سورۃ کے نام کی اصل بنیاد تو یہی ہے کہ اس سورۃ میں یہ لفظ آیا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴﴾ لیکن حجرات کے لفظی معنی کے اعتبار سے اس سورۃ کے اصل موضوع اور عنوان کے مابین ایک معنوی ربط قائم ہو گیا ہے۔ اس سورۃ کی آیت 13 میں ارشاد ہوا کہ تمام انسان مساوی ہیں، شعوب اور قبائل کی تقسیم صرف تعارف کے لیے ہے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور یکسانیت نہ ہو۔ اگر سب انسانوں کی ایک ہی رنگت اور ایک ہی شکل و صورت ہوتی تو ہم کیسے پہچان سکتے تھے؟ اب ہمیں دُور سے نظر آ جاتا ہے کہ یہ کس نسل اور کس قوم کا آدمی چلا آ رہا ہے۔ دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا تاریخی پس منظر، سماجی پس منظر اور تہذیبی پس منظر یہ ہے اور یہ فلاں ملک کا رہنے والا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگلی آیت میں فرمایا:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ﴾ (آیت: 14)

''یہ بدو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے۔ (اے نبی ﷺ) ان سے کہہ دیجیے کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہو، بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں (یعنی ہم نے اطاعت قبول کر لی ہے) جبکہ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔''

یہاں پر اسلام اور ایمان کا ذکر ہے۔ اسلام پہلی منزل ہے کہ زبان سے تم نے مان لیا لیکن مؤمن اور ایمان والا وہ ہے جس کے دل میں ایمان سرایت کر جائے۔ میں اس حوالے سے عرض کر رہا ہوں کہ اسلامی معاشرہ بنیادی طور پر مسلمان معاشرہ ہے۔

غیر مسلم کے حوالے سے اسلام نے دو درجے قائم کیے ہیں۔ اگر تو وہ متحارب ہے یعنی وہ آپ کی، آپ کے نظریات کی اور اللہ کے دین کی دشمنی کے اوپر تلا ہوا ہے تو اس کے ساتھ مقابلہ ہوگا۔ قرآن نے متحارب غیر مسلموں کے مقابلے میں مؤمنین کی یہ شان بیان کی: ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ (الفتح: 29) ''کفار کے مقابلے میں بہت سخت ہیں''۔ ﴿اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ز﴾ (المائدۃ: 54) ''(مسلمان کی شان یہ ہے کہ) وہ کافروں پر بہت بھاری ہے، بہت سخت ہے''۔ ﴿وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ﴾ (التوبہ: 123) ''چاہیے کہ تمہارے اندر وہ اپنے لیے سختی محسوس کریں''۔ یہ شان مؤمن کے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ واضح رہے کہ کفار کے لیے یہ سخت رویہ تب ہے جب وہ متحارب ہوں، لیکن اگر وہ متحارب نہیں ہیں تو ان کے ساتھ نیکی، بھلائی اور عدل و انصاف کا معاملہ رکھنے کا حکم ہے۔ اس سے بڑھ کر ان کے ساتھ دوستی اور قلبی محبت کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں کم از کم دس مقامات پر شدت کے ساتھ کفار کے ساتھ دوستی، مؤدت اور قلبی محبت سے روکا گیا ہے۔ صرف ایک آیت میں غیر متحارب کفار کے لیے رعایت والی بات آئی ہے:

﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸﴾ (الممتحنۃ)

''اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جو تم سے تمہارے دین کے بارے میں لڑتے نہیں ہیں اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں، کہ تم ان سے نیکی اور انصاف کا معاملہ کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

اس آیت میں غیر متحارب کفار کے حوالے سے صرف یہ اجازت دی گئی ہے کہ ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک اور انصاف والا معاملہ کرو۔ لیکن غیر مسلموں کے ساتھ قلبی محبت و مودت کا تعلق قرآن سے کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ اس فرق و تفاوت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، جو درحقیقت آپ کی ایمانی غیرت کا تقاضا ہے۔ اگر وہ ڈھیلی پڑ گئی تو واقعہ یہ ہے کہ آپ کا معاشرتی معیار کمزور پڑ جائے گا، آپ کی ملت کی بنیاد منہدم ہو جائے گی۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کے لیے کچھ اور

محسوس چیزیں ہیں جو ان کے معاشرے اور اجتماعیت کی اساس ہیں‘ جبکہ ہمارا تو سارا معاملہ ہی ہمارے عقائد پر قائم ہے۔ لہٰذا ان کفار کے معاملے میں ہماری غیرت و حمیت کے اندر کمی آئی تو درحقیقت اسلامی معاشرے کی بنیادیں کمزور ہو جائیں گی۔

ہمارے معاشرہ کی بنیاد اسلام ہے‘ اس کا حوالہ قرآن و حدیث میں ملتا ہے۔ سورۃ الحجرات ہی میں یہ الفاظ آئے ہیں: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ...﴾ (آیت:10) ’’اہل ایمان تو بھائی بھائی ہیں‘‘۔ اس ضمن میں بہت سی احادیث آئی ہیں‘ صرف علامت کے طور پر چند ایک ملاحظہ کیجیے۔ حضورﷺ نے فرمایا: (1) ((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ))(1) ’’مسلمان مسلمان کا بھائی ہے‘‘۔ ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ...))(2) ’’مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں......‘‘ ((تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ...))(3) ’’تم اہل ایمان کو باہمی رحم دلی‘ محبت اور ہمدردی میں ایک جسم کی مانند پاؤ گے‘‘۔ اس سے معلوم ہوا کہ بنیادی طور پر ہمارا معاشرہ نظریاتی معاشرہ ہے اور دوسری منزل پر جا کر اسی نظریاتی بنیاد پر اسلامی مملکت قائم ہوگی۔ اسلامی معاشرہ اس معنی میں مخلوط نہیں ہے کہ عقائد و نظریات کی تقسیم سے بھی بلند ہو جائے‘ بلکہ وہ بلند ہے رنگ اور نسل کی تقسیم سے اور ان تمام امتیازاتِ ظاہریہ کی تقسیم سے کہ جس پر دنیا کا انحصار ہے اور جو شرف و کرامت کی اساس بنا دیے گئے ہیں۔ لیکن نظریہ و عقیدہ کی بنیاد پر اسلام کا پورا قانونی نظام اور پورا معاشرتی ڈھانچہ ہے۔ ایک مسلمان مرد کی شادی مسلمان عورت سے ہوگی یا زیادہ سے زیادہ کتابیہ خاتون کے ساتھ‘ جبکہ مسلمان عورت کا غیر مسلم کے ساتھ نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہمارے اس قدر پختہ اصول ہیں‘ ہماری معاشرت کے لیے وہ بنیادیں ہیں کہ جن میں ذرا سی ڈھیل اختیار کی جائے گی تو اس سے سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

دستوری اور قانونی سطح پر مسلم اور غیر مسلم کے درمیان فرق کے حوالے سے یہ بات ضرور ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہاں بھی معاملہ افضلیت یا مفضولیت کا نہیں ہے۔ کسی کو بھی یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میں مسلمان ہوں اس لیے کافر سے افضل ہوں‘ کیونکہ ایمان کی فضیلت اپنی جگہ مگر آدم کی اولاد ہونے کے ناطے کافر اور مسلم دونوں ایک ہی سطح پر ہیں۔

## اسلامی عائلی قوانین کے معاملے میں ہندوستانی مسلمانوں کی حساسیت

اس اعتبار سے میں واقعتاً ہندوستان کے مسلمانوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا رہا ہوں اور آج پھر کرتا ہوں کہ انہوں نے اسلامی عائلی قوانین کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ وہاں ذرا سا ایک معاملہ پیش آیا تھا اور وہ بھی اسلامی قوانین کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کی گئی تھی‘ بلکہ کلکتہ ہائی کورٹ کا ایک فیصلہ آ گیا تھا جس کا اثر اسلامی عائلی قوانین پر پڑ رہا تھا۔ اس پر ہندوستان کے مسلمانوں کا اس قدر شدید ردِّعمل تھا کہ راجیو گاندھی کی گورنمنٹ کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور سپریم کورٹ کو یہ فیصلہ واپس لینا پڑا۔ وہاں تمام مسلمان اس معاملہ میں جس طرح متحد ہوئے‘ اس کی ایک مثال بھی پاکستان میں نہیں ملتی۔ ہم تو شریعت بل اور شریعت محاذ میں بھی اس طرح جمع نہیں ہو سکے تھے۔ وہاں پر شیعہ‘ سنی‘ بریلوی‘ دیوبندی‘ اہلحدیث‘ جماعت اسلامی اور سب مسلمان ایک پلیٹ فارم (مسلم پرسنل لاء بورڈ) پر بلاتفریق جمع ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ مجھے بتایا گیا کہ جب سے وہاں پرسنل لاء بورڈ قائم ہوا‘ اس کے بعد سے ہندوستان کے مسلمان اس طرح ’’بنیان مرصوص‘‘ بن گئے کہ کہیں شیعہ سنی فساد بھی نہیں ہوا‘ حالانکہ اس سے پہلے کوئی ماہِ محرم ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں کوئی فساد نہ ہوا ہو۔ میں یقیناً انہیں سلام کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی صحیح بیداری کا ثبوت دیا ہے کہ ہماری یہ چاردیواری ہی تو باقی رہ گئی ہے‘ اس کے اندر اسلامی معاشرت کے تحفظ کا ابھی ہمارے پاس ایک ذریعہ موجود ہے۔ کہیں اگر یہ چاردیواری منہدم ہوگئی تو پھر ہمارا تشخص ختم ہو کر رہ جائے گا۔ بہرحال اس بحث کو میں علامہ اقبال کے ان دو اشعار پر ختم کر رہا ہوں: ؎

کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ اندر دلش
حریت سرمایۂ آب و گلش
ناشکیب امتیازات آمدہ
در نہادِ او مساوات آمدہ

## غیر مسلموں کے لیے خدمت خلق: دعوت الی اللہ

اس کے ضمن میں نوٹ کر لیجیے کہ سب سے بڑی خدمت خلق کیا ہے؟ بھوکے کو کھانا کھلانا اور مریض کا علاج معالجہ بھی خدمت خلق ہے‘ اس میں مسلم اور غیر مسلم کی تفریق نہیں ہوگی۔ لیکن سب سے بڑی خدمت خلق یہ ہے کہ جس دلدل میں وہ غیر مسلم پھنسے ہوئے ہیں وہاں سے ان کو نکالنے کی کوشش کی جائے‘ جس جہنم کی آگ کی طرف وہ بگٹٹ دوڑے جا رہے ہیں اس سے ان کو روکنے کی کوشش کی جائے‘ ان کو دعوت الی اللہ‘ دعوت الی الخیر اور تبلیغ دین کی جائے۔ یہ ان کی سب سے بڑی خدمت ہے‘ لیکن اس میں بھی بڑے توازن کی ضرورت ہے۔ خدمت خلق کا ایک تصور عالمگیر ہے کہ تمام معاشرے مشترک ہیں۔ جیسے میں نے گزشتہ خطاب میں عرض کیا تھا کہ ایک وہ بنیادی انسانی اخلاقیات ہیں جو پوری نوعِ انسانی کی مشترک متاع ہے‘ اس کے اوپر مختلف نظامِ اخلاق تعمیر ہوتے ہیں۔ اس میں اصل بحث یہ ہوتی ہے کہ اخلاق کی قوتِ محرکہ (motivating force) کون سی ہے؟ اسی طرح خدمت خلق کا ایک تصور مشترک ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ‘ پیاسے کے لیے پانی کا انتظام کرو‘ جانوروں کے لیے بھی سبیلیں لگاؤ‘ پرانے زمانے میں کہا جاتا تھا کنویں کھدواؤ‘ سرائے بنواؤ‘ یتیموں کے لیے یتیم خانے بنواؤ‘ بیواؤں کی خبرگیری کا اہتمام کرو‘ علاج معالجے کا سامان کرو وغیرہم‘ یہ سب خدمت خلق میں شامل ہے۔ لیکن اسلام اور ایمان کے اعتبار سے خدمت خلق کا اس سے بھی بڑھ کر تصور یہ ہے کہ ان کی عاقبت سنوارنے کی کوشش کرو‘ ان کو دین کی طرف بلاؤ‘ ان کو اس ظلمت سے نکالو: ﴿يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ (البقرۃ:257) ’’وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے‘‘۔ جس کے لیے قرآن پاک میں آتا ہے: ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:6) ’’بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے‘‘۔ اور جس کے لیے حضورﷺ فرما رہے تھے: ((يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا))(1) ’’اے فاطمہ! محمد (ﷺ) کی لختِ جگر! اپنے آپ کو آگ سے بچانے کی فکر کرو‘ اس لیے کہ اللہ کے ہاں تمہارے باب میں مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے‘‘۔ یہ اصل خدمت خلق ہے جو آپ مسلمان ان غیر مسلموں کے لیے کر سکتے ہیں‘ جس کا نتیجہ ابدی ہوگا اور وہ جہنم کی آگ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں گے۔

# حضرت اُمِ الفضل ؓ بنت حارث ؓ

فرید اللہ مروت

حضرت ام الفضل ؓ رسول اللہ ﷺ کی چچی ہیں۔ اور ام المؤمنین میمونہ ؓ بنت حارث کی بہن تھیں۔

## نام ونسب

آپؓ کا نام لبابہ، لقب کبریٰ اور کنیت ام فضل ہیں۔ آپؓ کے والد کا نام حارث بن حزن تھا جس کا سلسلہ نسب یہ ہے حارث بن حزن بن الہرام بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر اور والدہ کا نام ہند بنت عوف بن زہیر ہے جو قبیلہ کنانہ سے تھیں۔

## قبول اسلام

ہجرتِ مدینہ سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ ابن سعد کا خیال ہے کہ آپؓ ام المومنین حضرت خدیجہ ؓ کے بعد سب سے پہلے عورتوں میں اسلام لائیں، اس لحاظ سے آپؓ السابقون الاولون میں نہایت ممتاز درجہ رکھتی ہیں۔

## ہجرت

حضرت عباس ؓ کے اسلام لانے کے بعد آپؓ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

## نکاح اور رشتے دار

آپؓ کا نکاح حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے ہوا۔ حضرت عباس ؓ کی اکثر اولاد آپؓ سے ہی ہے، آپؓ کی بہت سی حقیقی اور اخیافی بہنیں تھیں جو خاندان بنی ہاشم اور قریش کے معزز گھرانوں میں منسوب تھیں۔ چنانچہ میمونہ بنت حارث حضرت محمد ﷺ کے نکاح میں تھیں، لبابہ بنت حارث رسول ﷺ کے چچا عباسؓ بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں، سلمیٰؓ بنت عمیس عم رسول اللہ ﷺ حمزہؓ بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں اور اسماءؓ بنت عمیس حضرت جعفر طیار ؓ کے نکاح میں تھیں۔ اسی بنا پر آپؓ کی والدہ (ہند بنت عوف) کی نسبت مشہور ہے کہ سسرالی قرابت میں ان کا کوئی نظیر نہیں۔

## ام فضل کا عجیب وغریب خواب

سیدہ ام فضل ؓ نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا اور آپؓ اس کی تعبیر معلوم کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپؐ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک حصہ میرے گھر میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ نے اچھا خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ فاطمۃ الزہرا ؓ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور تم اس کو اپنے بیٹے قثم بن عباس کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔ سیدہ ام فضل یہ خوشخبری سن کر گھر سے باہر نکلیں۔ تھوڑے عرصے کے بعد حسین بن علی ؓ پیدا ہوئے تو سیدہ ام فضل ؓ نے ان کی کفالت کی ذمہ داری اپنے ذمے لے لی۔

ام فضل ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک دن حسین بن علی ؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئی تو آپ ﷺ اس سے پیار کرنے لگے اور اسے چومنے لگے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ پر پیشاب کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام فضل بیٹے کو پکڑیں اس نے مجھ پر پیشاب کر دیا ہے، وہ کہتی ہیں میں نے اسے پکڑا اور اس کو چٹکی کاٹی تو وہ رو پڑا۔ میں نے اسے کہا تو نے رسول اللہ ﷺ پر پیشاب کر کے انھیں تکلیف دی ہے۔ جب بچہ رونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تو نے میرے بیٹے کو رلا کر مجھے تکلیف دی ہے۔“

## فضل وکمال

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاروں بہنیں مومن ہیں: ”ام فضل، میمونہ، اسماء اور سلمیٰ ؓ۔“

## بہادر اور غیرت مند خاتون

غزوۂ بدر (رمضان المبارک 2 ہجری) میں قریش کی ذلت آمیز ہزیمت کی خبر مکہ معظمہ پہنچی تو وہاں گھر گھر صفِ ماتم بچھ گئی۔ بدبخت ابولہب کی حالت تو دیکھی نہ جاتی تھی۔ حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن حارث جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے جنگ بدر سے واپس آئے تو ابولہب نے پوچھا۔ ”برادر زادے! کہو وہاں کیا گزری؟ ابوسفیان کہنے لگے:

”واللہ مسلمانوں کے سامنے ہماری بے بسی کا یہ عالم تھا جیسے مُردہ غسّال کے سامنے بے بس ہوتا ہے۔ انہوں نے جس کو چاہا تہ تیغ کر دیا اور جس کو چاہا اسیر بنالیا۔ ایک عجیب نظارہ ہم نے یہ دیکھا کہ ابلق گھوڑوں پر سوار سفید پوش آدمیوں نے مار مار کر ہمارا بھرتا بنا دیا، معلوم نہیں یہ کون تھے؟“ ابورافع ؓ نے فوراً کہا ”وہ فرشتے تھے۔“ یہ سن کر ابولہب بھڑک اٹھا اور ابورافعؓ کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ رسید کر دیا۔ ابورافعؓ بھی سنبھل کر اس سے گتھم گتھا ہو گئے لیکن کمزور تھے، ابولہب نے انہیں زمین پر دے مارا اور بے تحاشا پیٹنا شروع کر دیا۔ قریب ہی ایک خاتون بیٹھی تھیں وہ اس منظر کی تاب نہ لا سکیں فوراً اٹھیں اور ایک موٹا سا لٹھ لے کر اس زور سے ابولہب کو مارا کہ اس کے سر سے خون کا فوارہ چھوٹ پڑا۔ پھر کڑک کر بولیں: ”بے حیا اس کا آقا یہاں موجود نہیں ہے اور تو اس کو کمزور سمجھ کر مارتا ہے۔“ ابولہب کو اس خاتون کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ پڑی اور وہ وہاں سے چل دیا۔

یہ غیرت مند اور بہادر خاتون جنہوں نے ابولہب جیسے دشمن اسلام اور دشمن خدا کو ایسی رسوائی اور ذلت سے دو چار کیا، حضرت عباس ؓ کی اہلیہ (اور ابولہب کی بھاوج) حضرت لبابۃ الکبریٰ ؓ تھیں۔

## حجۃ الوداع میں شرکت

حضرت سالم ؓ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ام فضل ؓ کے غلام سے، وہ ام فضل ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ام فضل نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج بھی کیا ہے۔ چنانچہ حجۃ الوداع میں جب لوگوں کو عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کے صائم ہونے کی نسبت شک ہوا اور ان کے پاس آ کر ذکر کیا، تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ دودھ بھیجا، آپ ﷺ چونکہ روزہ سے نہ تھے۔ دودھ پی لیا اور لوگوں کو تشفی ہوگئی۔

## مرویات حدیث

ام فضل نے نبی کریم ﷺ سے 30 حدیثیں روایت کی ہیں۔ راوی اصحاب یہ ہے:

عبداللہ بن عباس، تمام بن عباس، انس بن مالک، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عمیر، کریب اور قابوس۔

## اخلاق وعادات

آپؓ بہت بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ ہر دوشنبہ اور پانچ شنبہ کو روزہ رکھتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتی تھیں، آپ ﷺ اکثر ان کے ہاں جاتے اور دوپہر کے وقت آپؓ کے گھر میں تھوڑی دیر آرام بھی فرماتے تھے۔

## وفات

ام فضلؓ نے عثمان بن عفان کے زمانہ خلافت میں وفات پائی، اس وقت حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب زندہ تھے، حضرت عثمان غنیؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

## اولاد

حضرت عباسؓ کی سات اولادیں ام فضلؓ لبابہ بنت حارثؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں اور چونکہ سب اولاد نہایت قابل تھی اس لیے آپؓ بڑی خوش قسمت سمجھی جاتی تھیں۔ آپؓ کے بطن سے پیدا ہونے والی اولادیں فضل بن عباس، عبداللہ بن عباس، عبیداللہ بن عباس، قثم بن عباس، معبد بن عباس، عبدالرحمٰن بن عباس اور ام حبیبہ بنت عباس شامل تھیں۔

❁❁❁

## دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ ملاکنڈ، پی بیوڑ کے ملتزم رفقاء عمر رحمٰن، حمید اللہ اور خالد خان کے والدین بیمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

## دعائے مغفرت — اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ مقامی تنظیم گلشن معمار (حلقہ کراچی شمالی) کے مبتدی رفیق محترم وقاص احمد کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0317-2017417

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا وَارْحَمْھَا وَاَدْخِلْھَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

اسلامی اخوت

# اخوت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی

مولانا محمد ہارون

اسلام سے قبل عربوں کی حالت کچھ یوں تھی کہ رسولِ کریم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل عرب معاشرے میں فتنہ وفساد جنگ وجدل روزمرہ کا معمول تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر آپس میں لڑ پڑتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر قبیلوں میں لڑائیاں چھڑ جاتی تھیں اور پھر سال ہا سال تک جاری رہتی تھیں۔ آپؐ نے اپنے کردار اور انقلابی تعلیم سے ان کا مزاج بدل دیا۔ دشمن دوست بن گئے، اور خون کے پیاسے بھائی بن گئے۔ اس کو اُخوت کہتے ہیں۔

اخوت کا لفظ ''اخ'' سے مشتق ہے، جس کے معنی بھائی کے ہیں۔ اُخوت سے مراد تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا وہ باہمی تعلق ہے جس کی بنیاد محبت اور خیر خواہی پر استوار ہے۔

اُخوتِ اسلامی سے مراد امتِ مسلمہ کے افراد کا باہمی بھائی چارہ ہے۔ آج سے کئی سو سال قبل قبیلۂ قریش کے ایک عظیم چشم و چراغ اور اللہ کے آخری پیغمبر رسول کریم ﷺ نے اخوت کی بنیاد رکھی۔ جہالت کے زمانے میں جہاں بھائی، بھائی کے خون کا پیاسا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے خدائے واحد کا تصور پیش کیا، اور انہیں جہالت کے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔

بھائی چارے کی سب سے بہترین مثال انصارِ مدینہ نے رسول کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل میں پیش کی۔ جب آپؐ مکہ چھوڑ کر مدینہ تشریف لائے، تو آپؐ نے مہاجرین اور انصارِ مدینہ کے درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا۔ ہر مہاجر کو کسی انصاری کا دینی بھائی بتایا، جب کہ اس وقت مہاجرین کی تعداد 45 تھی۔ ہجرت کے بعد درپیش سب سے بڑا مسئلہ مہاجرین کی آبادکاری کا تھا۔ کیونکہ وہ دین کی خاطر اپنا گھر بار اور ساز وسامان سب کچھ چھوڑ آئے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اس سلسلے میں ایک نہایت اہم قدم اُٹھا کر انصار ومہاجرین کو اسلام کے رشتۂ اخوت میں منسلک کر دیا۔ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں سے فیاضی اور ایثار کا ثبوت دیا۔ وہ اسلامی وعالمی تاریخ میں سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے۔ وہ مہاجرین جو مدینہ آنے کے بعد خود کو تنہا محسوس کر رہے تھے، اپنے انصار بھائیوں سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنا وطن اور عزیز و اقارب چھوڑنے کا غم بھول گئے۔ انصار اور مہاجرین میں ایسا اتحاد و یگانگت پیدا ہوئی، جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ انصارِ مدینہ اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنا سب کچھ دینے کے لیے تیار تھے۔

انصارِ مدینہ کا اپنے مہاجر بھائیوں سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک انصاری نے اپنے مہاجر بھائی عبدالرحمٰن بن عوف سے مخاطب ہو کر کہا: ''میں مدینہ کے تمام مسلمانوں میں سب سے امیر ہوں۔ میں نے تمہارے لیے اپنی آدھی دولت بچا رکھی ہے۔'' عبدالرحمٰن بن عوف نے جواب میں بس اتنا کہہ دیا کہ ''اللہ تعالیٰ آپ کی دولت کو آپ کے لیے سازگار بنائے، مجھے یہ نہیں چاہیے۔ آپ اگر میرے لیے کچھ کر سکتے ہیں، تو بس اتنا کر دیجیے کہ مجھے بازار کا راستہ دکھا دیجیے۔''

ایک دوسرے انصاری نے اپنے مہاجر بھائی سے کہا کہ میری چار بیویاں ہیں۔ ان میں سے آپ کو جو پسند ہے، میں اس کو طلاق دے دوں گا، اور آپ اس سے نکاح کر لیں۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اور تم پر جو اللہ کا انعام ہے، اس کو یاد کرو۔ جب کہ تم دشمن تھے، تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی۔ سو تم اس کے انعام سے آپس میں بھائی ہو گئے۔''

(سورۃ آلِ عمران)

مسلمانوں پر جب بھی کوئی تکلیف کا وقت آئے، تو دوسرے مسلمانوں کو اس تکلیف میں مالی و جانی دونوں طریقوں سے شرکت کرنی چاہیے۔ یہی رسولِ کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یقیناً تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں!'' (سورۃ الحجرات)

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے''۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے حال پر رحم فرمائے، اور تمام مسلمانوں کو باعمل مسلمان بنا کر آپس میں اتحاد و اتفاق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

# افغان باقی کہسار باقی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

مئی 1988ء تا مئی 2021ء۔ ایک مرتبہ پھر تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ 33 سال پہلے روس کا اسی افغانستان سے انخلاء 15 مئی 1988ء میں شروع اور 15 فروری 1989ء میں مکمل ہوا۔ افغانستان پر اُس وقت کی سپر پاور نے دسمبر 1979ء میں داخل ہو کر تمام ممکنہ اسلحہ آزما لیا۔ دس سال افغان پہاڑوں اور مجاہدین سے سر پھوڑ کر جب نکلا تو خود چکنا چور ہو چکا تھا۔ USSR، یونائیٹڈ سوشلسٹ سوویت ری پبلک کا سقوط ہوا۔ مشرقی یورپ کے ممالک آزاد ہوئے۔ پورے مشرقی یورپ سے کمیونسٹ اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ 15 آزاد ملک پیدا ہوئے جن میں سے ایک روس تھا! نومبر 1989ء میں دیوار برلن ٹوٹ گئی۔ ان سبھی ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں موجود لینن کے بت توڑ گرائے پھینکے گئے۔ کچھ باقی نہ بچا۔ ایک وقت تھا کہ سوویت یونین کا اعلیٰ ترین اعزاز 'لینن پرائز' ہوا کرتا تھا! اس جنگ میں امریکی ذرائع کے مطابق 15 ہزار روسی مرے۔ اربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ اسے روس کا ویت نام کہا گیا۔ گورباچوف کے مطابق یہ بہتا زخم بن چکا تھا۔ آخری کوشش مجاہدین کی کمر توڑنے کی 1985ء میں کی۔ وہ خونین ترین سال ثابت ہوا۔ روس نے نقصان اٹھایا۔ مجاہدین کو ختم کرنے کا خواب پورا نہ ہو سکا۔ یوں گورباچوف نے فوجیں نکالنے کا ارادہ کر لیا جس کی بالآخر تکمیل 1989ء میں ہو پائی۔

یاد رہے کہ روس نے کٹھ پتلی نجیب اللہ کو نومبر 1986ء میں روس بلایا اور کہا گیا کہ دو سال کے اندر قومی مفاہمت اور مصالحت بروئے کار لاؤ۔ بھرپور مدد سے نجیب اللہ، معاشی اور فوجی اعتبار سے لادا گیا۔ (عین وہی منظر جہاں آج امریکی کٹھ پتلی (سابق کمیونسٹ، دہریہ، پاکستان دشمن) اشرف غنی کھڑا ہے۔ اہلیہ لبنانی عیسائی ہے۔ ضمناً یاد رہے کہ امریکہ کے افغان نژاد نمائندہ خصوصی زلمے خلیل زاد کی بیوی یہودی ہے۔ اس کے بیٹوں کے نام الیگزنڈر بینارڈ اور میکسی ملین بینارڈ ہیں، ماں شیرل بینارڈ کے نام اور مذہب پر!) بے شمار اسلحہ، جنگی ساز وسامان دے کر اسے مضبوط کرنے، کھڑا رکھنے کی کوشش کی گئی۔ انخلاء سے دسمبر 1991ء تک 4-3 ارب ڈالر کی ہمہ نوع مدد دی گئی۔ فوجی مشیر، سویلین کنٹریکٹر بھی دیے، مگر نہ قومی مفاہمت ممکن ہوئی، نہ ملک کو اسلحہ اور جنگجویت سے پاک کیا جا سکا اور نہ ہی انتخابات کے انعقاد کا خواب پورا ہوا۔ آخری روسی فوجی دستے جب افغانستان سے انخلاء پر دریائے آمو کے حیرتان پل (دوستی پل کے نام سے، جو روس افغانستان دوستی کی علامت تھا) کو پار کر گئے، روسی جنرل گروموو پیدل تھا۔ آگے روسی ٹیلی وژن عملے نے جب انٹرویو کرنا چاہا، تو جنرل نے گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس کی وضاحت 2014ء میں کی۔ (ہوش ٹھکانے آنے میں 25 سال لگ گئے!) جنرل نے کہا: ''میرے الفاظ اپنے ملک کی قیادت کے خلاف تھے جو جنگیں شروع کر دیتے ہیں اور پھر دوسروں کو ان کی پھیلائی گندگی سمیٹنی پڑتی ہے''۔ طویل جنگ سے ٹوٹ بکھر کر روس نکل گیا۔

روسی جنگ کی راکھ سے ملاعمرؒ نکلے! امریکا نے روس کا انجام دیکھا۔ تاہم دنیا کی واحد سپر پاور ہونے کا نشہ اسے چڑھ چکا تھا۔ ستم ظریفی یہ رہی کہ تاریخی طور پر پے در پے یہ نشہ افغانستان ہی میں ٹوٹا ہے، یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے! امریکا نے روس والے انجام سے بچنے کے سبھی ممکنہ سامان کر لیے تھے۔ وہ ایک ملک تھا، یہ نیٹو و دیگر ممالک کی بارات لے کر اترا۔ (افغانوں کا امریکا پر یہ احسان تھا کہ اس نے بے مثل مزاحمت سے روس، امریکا کے دشمن کو پاش پاش کر کے اسے واحد سپر پاوری کا منصب دیا۔ مگر ''ککراں تے انگور چڑھایا تے ہر خوشہ زخمایا'' کے مصداق امریکا اپنے محسن پر چڑھ دوڑا!)

جنگی ساز وسامان، مواصلاتی رابطوں کی بے پناہ ترقی، ڈرون ٹیکنالوجی، ہر طرح کے جدید ترین اسلحے کے تجربات افغانوں پر کرنے کو لادلائے۔ نائن الیون کی آڑ میں پوری مسلم دنیا بھی دھمکائی گئی۔ پاکستان، روس کے خلاف جنگ میں افغانستان کے مجاہدین کے لیے دوسرا گھر اور پشت پناہ ثابت ہوا تھا۔ اس مرتبہ پاکستان سمیت پوری دنیا ایک فریق تھی اور اسلامی امارات افغانستان تنہا دوسرا فریق تھا۔ اتنے بھاری بھرکم شکنجے سے عسکری، سیاسی، معاشی ہر پیمانے سے ناپا تولا جائے تو یہ چند دنوں کی جنگ ہوتی۔ مخالف فریق عملاً نہتا، یکہ و تنہا تھا۔ دنیا بھر کے تھنک ٹینکوں اور اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں کے عالی دماغ فارغ التحصیل کھیپ اور میڈیا کے بھونپو، سبھی تجزیہ نگار، دانشور ایک ہی پلڑے میں تھے۔ دوسری طرف مدارس کے طالبان تھے!

اس جنگ کی گھن گرج، چکا چوند دماغ ماؤف اور ہوش و خرد شکار کر لینے والی تھی۔ دنیا بھر کی سائنس ٹیکنالوجی ایک پلڑے کو جھکائے دے رہی تھی اور دوسرا پلڑا ہلکا ہو کر ہوا میں معلق تھا۔ مادی اعتبار سے یکسر خالی۔ امریکا نے جنگی مشن جن ناموں پر اٹھائے ان کا غرور و تکبر اور عزائم ناقابل شکست تھے۔ آپریشن "Enduring Freedom" پائیدار آزادی (اللہ و رسول ﷺ سے ملک کی آزادی، ایمان و حیا سے عورت کی آزادی مطلوب تھی۔ مادر پدر آزادی۔ سب سے بڑا غم فلم اور موسیقی کی اجازت نہ ہونے کا، اور عورت کو پردے کی قید سے نکالنے کا تھا)۔ مگر چشم فلک نے کیا دیکھا۔ مشن پائیدار آزادی 7 اکتوبر 2001ء میں شروع ہوا تھا، 31 دسمبر 2014ء میں دم توڑ گیا۔ اب یہ مشن حوالے ہو گیا افغان فوج، افغان پولیس، افغان بارڈر پولیس کے۔ اور اس کا نام بھی آدھا رہ گیا۔ 'مشن آزادی' یکم جنوری 2015ء سے۔ ان کا خیال تھا لوہے کو لوہا کاٹے گا۔ مگر یہ مقامی فوج، پولیس آزاد افغانوں کی نہیں، منافق امریکی غلاموں کی تھی۔ غلام کفر کا خدمت گزار ہونے کی بنا پر کھوکھلا، پلپلا ہوتا ہے۔ سو گاجر مولی کی طرح مشن آزادی میں کاٹے گئے! 64 ہزار افغان فوجی اور پولیس والے چند سالوں میں مارے گئے۔ عالمی فوجی 3500 سے زائد مرے۔ جنگ کی قیمت امریکا کو ایک کھرب ڈالر پڑی۔ جنگ کے ایک پلڑے میں مہیب مادی قوت تھی، پھر یہ کیا ہوا؟ دوسرے ہلکے، بے وزن پلڑے کو کس نے اتنی بے پناہ قوت سے بھر دیا کہ بائیڈن نے بھی (ٹرمپ کے بعد) کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس لامتناہی دائمی جنگ (کے چنگل) سے نکلا جائے!

آئیے حدیث میں دیکھیں، راز کھل جائے گا۔ ملین ڈالر سوال حل ہو جائے گا۔ ساری ایٹمی طاقتوں اور ان کی فوجوں کے مقابل بے نوا چادر پوش، دیسی ہوم میڈ بموں والے 20 سال بر سر پیکار کیونکر رہے؟ جس جنگ کو 20 گھنٹوں یا 20 ہفتوں چلیے 20 مہینوں میں ختم ہو جانا چاہیے تھا، وہ

اتنا طول کیونکر پکڑ گئی؟ حدیث مبارکہ یوں ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری تم کو وصیت ہے کہ لا الٰہ الا اللہ۔ (نہیں ہے کوئی عبادت/ بندگی کے لائق سوائے اللہ کے! غلامی صرف اُس ایک ذاتِ بے ہمتا کی جو پوری کائنات کا خالق، مالک، الٰہ واحد ہے) اس لیے کہ اگر ساتوں کے ساتوں آسمان اور ساتوں کی ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ڈال دی جائیں اور لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں پڑے تو لا الٰہ الا اللہ کا پلڑا سب کے بالمقابل بھاری پڑے گا۔ اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں (مل کر) ایک بند کڑا ہوں تو لا الٰہ الا اللہ ان کو پھاڑ کر نکل جائے گا'' (بخاری، مسند احمد)

کائنات کی سب سے بڑی حقیقت، چیلنج، قوت، علم اور دانش وحکمت رب تعالیٰ کے الٰہ واحد ہونے کا اعلان اور اقرار ہے۔ یہی اسلام کا پہلا رکن ہے جس کے آگے سبھی مادی قوتیں ہیچ ہیں۔ ہلکے پلڑے میں توحید اور بالخصوص توحید حاکمیت پر ایمان رکھا تھا۔ آج اس محیر العقول کہانی کا انجام تو یہ ہے کہ طالبان جو جنگ کی ابتداء میں 30,40 ہزار جانے گئے، اتنی شہادتوں کے بعد 85 ہزار جنگجو موجود ہیں۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ وکی پیڈیا کے مطابق: ''طالبان کی تعداد 60 ہزار تھی، 51 ہزار شہید ہوگئے۔ تاہم یہ نامکمل ہے، اصلاً اس سے زیادہ ہلاکتیں ہوئیں؟'' اس حساب سے تو صرف دوحہ مذاکراتی ٹیم ہی باقی بچی! امریکا جا کیوں رہا ہے؟ آج افغانستان کا بیشتر حصہ ان کے بلاواسطہ یا بالواسطہ کنٹرول میں ہے۔ بیشتر بڑی شاہراہوں پر ان کا کنٹرول ہے' اور جو کوئی افغانستان کی سڑکیں کنٹرول کرتا ہے جان لیجیے کہ ملک بھی کنٹرول کر رہا ہے۔ الجزیرہ کی ایک وڈیو کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق وہ لوگوں کو یہ احساس دینے میں کامیاب ہیں کہ وہ جہاں بھی جائیں گے انہیں طالبان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ قیادت مولانا ہبت اللہ اخوندزادہ کے پاس ہے۔ ان کی کونسل رہبری شوریٰ ہے، بہت سے کمیشن جس کے تابع ہیں، صحت، تعلیم، معیشت، عسکری، سیاست، کلچر سمیت۔ فیلڈ کمانڈر ہیں جو روزمرہ سروسز کے ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ طالبان نے تقریباً ایک متوازی حکومت بنا رکھی ہے۔ حتیٰ کہ ان کی اپنی عدالتیں ہیں جو افغانستان میں نہایت مقبول ہیں۔ کابل حکومت انصاف کی فراہمی میں نہایت کمزور رہی ہے۔ اس خلا کو طالبان کی شریعت کورٹ پُر کر رہی ہے۔

افغان باقی کہسار باقی
الحکم للہ والملک للہ

# امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

## (2 تا 6 جون 2021ء)

بدھ (02 جون 2021) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ بعد نماز ظہر مرکز کے کارکنان اور ان کی فیملیز سے تذکیری خطاب فرمایا۔ بعد میں امیر محترم کی طرف سے اجتماعی کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد آصف حمید سے ان کے شعبہ کے حوالے سے ملاقات کی۔ شام کو مختار احمد خان نے اپنے گھر پر چائے کا اہتمام کیا ہوا تھا، اس میں شرکت کے بعد رات کراچی واپسی ہوئی۔

جمعہ (04 جون 2021ء) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ شام کو حلقہ کراچی شمالی کے ملتزم رفیق الیاس معارفانی کی بیٹی کے نکاح میں شرکت کی۔

ہفتہ (05 جون 2021ء) کو کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

اتوار (06 جون 2021ء) کو حلقہ کراچی جنوبی کے اراکین شوریٰ کی فیملیز کے ایک اجتماع میں شرکت کی۔ 01:30 بجے سے 02:15 بجے تک فریضۂ دعوت دین کے حوالے سے بیرون ملک رفقاء سے آن لائن تذکیری گفتگو کی اور سوالات کے جوابات دیے۔ بعد ازاں کچھ ریکارڈنگز کروائیں۔ محترم گل رحمٰن اور محترم محمد ناصر بھٹی سے فون پر رابطہ کیا۔ محترم احسان الودود کی خیریت معلوم کرنے کی کوشش کی، ان سے رابطہ نہ ہو سکا۔ پشاور میں محترم شمیم خٹک سے اس حوالے سے بات ہوئی۔ میجر (ر) فتح محمد صاحب کے صاحبزادے سے مختصر گفتگو رہی۔ نائب امیر سے آن لائن رابطہ رہا۔

## انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے رفقاء عبدالرشید اور محمد شفیق کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0333-6304893

☆ حلقہ کراچی شمالی، بلدیہ ٹاؤن کے رفیق، رفیق احمد کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0345-2910107

☆ حلقہ کراچی شمالی بلدیہ ٹاؤن کے رفیق آصف محمود کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0312-2314182

☆ حلقہ سرگودھا، میانوالی کے ملتزم رفیق میاں عارف محمود کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0335-8756878

☆ معاونِ حلقہ سرگودھا ثاقب قریشی صاحب کی والدہ محترمہ رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-6079797

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

# والدین کا مقام و مرتبہ اور اولاد کی ذمہ داریاں

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اسلام کو اخلاقیات کا دین کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اس قدر بلند تھے کہ مکہ کے لوگ آپؐ کو صادق اور امین کہتے تھے خود آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اخلاق کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ آپؐ کے والدین تو فوت ہو چکے تھے مگر آپؐ نے لوگوں کو بتایا کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ عمدہ سلوک کریں۔ آپؐ اپنی رضاعی ماں کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ ایک دن آپؐ تشریف فرما تھے کہ آپؐ کے رضاعی باپ آ گئے۔ آپؐ نے ان کے لیے اپنے کپڑے کا ایک حصہ بچھا دیا۔ وہ اس پر بیٹھ گئے پھر آپؐ کی رضاعی ماں آ گئیں تو آپؐ نے ان کے لیے اپنے کپڑے کا دوسری طرف کا آدھا حصہ بچھا دیا، وہ بھی اس پر بیٹھ گئیں پھر آپؐ کا رضاعی بھائی آ گیا تو آپؐ کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ (سنن ابی داؤد)۔ جب آپؐ نے اپنے رضاعی رشتوں کو اس قدر محترم جانا تو حقیقی رشتہ داروں کے بارے میں آپؐ کا حسنِ اخلاق کیسا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کے دل میں اولاد کے لیے بے انتہا محبت ڈال دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں باپ خود تکالیف برداشت کر لیتے ہیں مگر اولاد کو مشقت میں نہیں ڈالتے۔ انصاف کا تقاضا بھی یہ ہے کہ جن ہستیوں نے اس قدر ایثار کے ساتھ اولاد کی پرورش کی ہو اور ان کی ضروریات پوری کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ہو جب وہ بوڑھے ہو جائیں تو ان کی اولاد اُن کی خدمت میں لگ جائے اور ذرا بھی کوتاہی نہ کرے۔ اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے جس کی تعلیم تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے دی قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم ہے وہاں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں تو اس سلسلہ میں تفصیلی تاکیدی حکم ہے: ''تیرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں ہی بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی اف بھی نہ کہنا اور نہ ہی ان کو جھڑکنا بلکہ ان سے بڑے ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت اور انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور کہنا اے میرے رب ان پر رحمت فرمائیے۔ جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔'' (آیات:25،24)

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کی انتہائی تاکید کی ہے۔ آپؐ نے ماں باپ کی نافرمانی سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ ان کے ساتھ بھلائی کرنے اور حسن سلوک کی نصیحت کی ہے۔ آپؐ نے قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق جہاں شرک کو کبیرہ گناہ بتایا ہے وہاں ماں باپ کی نافرمانی کو بھی کبیرہ گناہ کہا ہے۔ حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارثؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ کبیرہ گناہ کونسا ہے؟ تین مرتبہ آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ضرور بیان فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور حضور ﷺ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ یہ الفاظ آپ برابر دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم (اپنے دل میں) کہنے لگے کہ کاش آپؐ خاموش ہو جائیں۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کردہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں آپؐ نے رب العزت کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' کسی انسان کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانے کو کبیرہ گناہ فرمایا ہے۔

ماں باپ کے حقوق ادا کرنے کی آپؐ نے تاکید کی۔ حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''وہ تمہاری جنت بھی ہیں اور وہ تمہاری دوزخ بھی۔'' (مشکوٰۃ) یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ان کی خدمت بجالانا تمہیں جنت کا مستحق بنا دے گا اور ان کے حقوق ادا کرنے میں غفلت برتنا یا اپنے طرزِ عمل یا زبان سے ان کا دل دکھانا تمہیں دوزخ میں لے جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؐ سے سب سے زیادہ فضیلت والا عمل دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا نماز جو اپنے وقت پر ادا کی جائے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے اس کے بعد عرض کیا پھر اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (ترمذی)

اس حدیث میں آپؐ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی افضل فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں اللہ سے اجر حاصل کرنے کی خواہش میں ہجرت اور جہاد پر آپؐ سے بیعت کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے عرض کی جی ہاں بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تو اللہ تعالیٰ سے اجر چاہتا ہے۔ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تو اپنے والدین کی طرف لوٹ جا اور ان کی خدمت میں لگ جا (خدا تعالیٰ تجھے اجر عطا کردے گا۔) (صحیح مسلم) والدین کے لیے خصوصاً بڑھاپے میں جوان اولاد کا صرف پاس رہنا ہی سکون اور تقویت کا باعث ہوتا ہے چنانچہ آپؐ نے پسند نہ کیا کہ بیٹا ماں باپ کو بے سہارا چھوڑ کر ہجرت اور جہاد کے لیے جائے۔ آپؐ نے ماں باپ کی خدمت کو ہجرت اور جہاد پر ترجیح دی۔ اسی طرح ایک شخص نے آپؐ کے پاس آ کر عرض کی کہ میں آپؐ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپؐ کی بیعت کروں ہجرت پر اور میں اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کے پاس واپس لوٹ جا اور انہیں ہنسا جیسے کہ انہیں رلایا تھا۔ (سنن ابوداؤد عن عبداللہ بن عمروؓ)

رسول اللہ ﷺ اس نوجوان کو جہاد پر جانے کی اجازت نہ دیتے جس کے والدین کو اس کی خدمت کی ضرورت ہوتی۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا کیا یمن

میں تیرا کوئی ہے؟ اس نے عرض کیا میرے والدین ہیں۔ آپؐ نے پوچھا، کیا انہوں نے تمہیں (ہجرت کر کے یہاں آنے کی) اجازت دی تھی؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا، ان کی طرف لوٹ جاؤ اور ان سے اجازت مانگ۔ پس اگر وہ تمہیں اجازت دے دیں تو تو جہاد کرو ورنہ اُن کے ساتھ نیکی کر۔(سنن ابوداؤد)

احادیث کی رو سے واضح ہوا کہ جس نوجوان کے ماں باپ کو بیٹے کی خدمت کی ضرورت ہو آپؐ اسے ہجرت اور جہاد کی بھی اجازت نہ دیتے تھے۔ اس سے ماں باپ کی خدمت کرنے کی اہمیت واضح ہے۔

مشہور حدیث ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اسی طرح یہ بھی کہ باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور یہ بھی فرمان نبوی ہے کہ باپ کی رضا میں اللہ کی رضا ہے۔ پس ماں باپ کے فرمانبردار اور خدمت گار کو رسالت مآبؐ کی زبان سے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ پس جس کے والدین زندہ موجود ہوں ان کی رضا خوشنودی اور خدمت کرنے میں ہی خوش نصیبی ہے۔

حضور ﷺ اپنی رضاعی ماں کا احترام کرتے تھے اور اس نسبت سے تمام رضاعی رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ آپ کی رضاعی ماں آپؐ کے پاس آئی تو آپؐ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی تا کہ وہ اس پر بیٹھ جائے جب لوگوں کو تعجب ہوا تو آپؐ نے بتایا یہ میری رضاعی ماں ہے۔ جب ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری کی اس قدر تاکید کی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ ماں باپ کو تنگ کرنے، ستانے اور ان کی نافرمانی کرنا کس قدر بڑا گناہ ہوگا۔ والد کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم ہے۔

والدین زندہ موجود ہوں تو ان کی خدمت کر کے انسان بے حساب اجر پائے گا۔ وہ فوت ہو جائیں تو ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کی جائے۔ والدین کی بخشش کے لیے دعا کی نہ صرف ترغیب دی گئی ہے بلکہ اس کے الفاظ بھی اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں درج کر دیے ہیں: ﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ ''اے میرے پروردگار میرے ماں باپ پر اس طرح رحم کر جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا''۔(بنی اسرائیل:24) یعنی جس طرح میرے ماں باپ نے میری نافرمانیوں، برائیوں اور غلطیوں کو چھپائے رکھا اور ان کا نوٹس نہیں لیا، اے اللہ تو بھی ان کے گناہوں کو معاف فرما دے۔

ماں باپ کا احترام اس قدر ضروری ہے کہ اُن کو ستانے اور ناراض کرنے والے کے حق میں اگر وہ بددعا کر دیں تو ایسی بددعا کو رسول اللہ ﷺ نے مقبول بتایا ہے یعنی ایسی بددعا کے اثر سے اولاد برے انجام کو پہنچ سکتی ہے۔

اسلام کامل دین ہے یہ کسی کو نا امید نہیں چھوڑتا۔ بے سمجھی سے اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کا نافرمان رہا ہو تو وہ زندگی کے کسی دور میں اپنی خطا پر شرمسار اور نادم ہو کر ان کے لیے بخشش کی دعا مانگے۔ تو اسلامی تعلیمات اُسے بھی نا امید نہیں کرتی۔ ایسی اولاد اگر خلوص دل کے ساتھ اپنے باپ کے لیے بخشش کی دعا کرتی رہے تو اس عمل کی وجہ سے ایسی نافرمان اولاد کی نافرمانی فرمان برداری میں تبدیل ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ ❁❁❁


## ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، پرائیویٹ جاب، حافظ قرآن کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے، ذات پات کی کوئی قید نہیں ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4249932

☆ شیخوپورہ میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات (جاری)، قد "5'.7" کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4298677


## رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

بمقام ''مختار خان ہاؤس کوہستان روڈ نزد خوگواُبو ٹپل ڈوڈبا ضلع دیر بالا'' میں

04 تا 10 جولائی 2021ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

# مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

**نوٹ:** ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

09 تا 10 جولائی 2021ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز عشاء)

# امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

**نوٹ:** مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ ☆ شہادت علی الناس واقامت دین

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-9535853 / 0343-0912306

**المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-78**

Vol. 30 Regd. C.P.L NO. 114 No.23

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore